

فصل اول فضائل ذکر کے بیان میں واضح رہے کہ بہترین جنات و قسطنطین

عبادات اللہ کا ذکر ہے قال اللہ تعالیٰ ان الصلوٰۃ تنقی عن الفحشاء والمنکر ولذا کر اللہ اکبر

فرمایا اللہ تعالیٰ نے تحقیق نماز پڑھ کر کھیتی ہے جیسا یون اور برائیوں سے اور اللہ کا ذکر بہت

بڑا ہے آئیہ مذکورہ میں بظاہر نماز پر ذکر کی فضیلت مذکور ہے مگر باریک بین نگاہوں پر غنی

نہیں کہ تمام عبادتوں پر فضیلت ذکر آئیہ کریمہ سے ثابت ہے اس طور پر کہ جب ذکر نماز سے

بھی بڑا ٹھہرایا موجب فضل نماز بھی ذکر قرار پایا اور نماز دوسری عبادتوں سے افضل ہے

پس ذکر بدرجہ اولیٰ تمام عبادتوں سے افضل ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا الصلوٰۃ

خیر موضح نماز تمام مشروع امور سے خیر ہے پس بحسب شکل اول منطقی جو بدیہی الانتاج ہو

نتیجہ نکلا کہ نماز تمام عبادتوں سے افضل ہے اس لیے کہ ذکر بہتر ہے نماز سے اور نماز بہتر ہے

تمام عبادات سے پس ذکر بہتر ہے تمام عبادات سے اور یہی مقصود ہے عن ابی الداناء

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا خیرکم بخیر اعمالکم واذکاکم عند مالکم وادفعکم

فی درجاتکم وخیرکم من انفاق الذہب والورق وخیرکم من ان تلقوا عدوکم فقتلوا اعانکم

ولیضربوا اعناقکم قالوا بلی قال ذکر اللہ (رواہ الترمذی وابن ماجہ واحمد)

ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

کیا میں تمکو وہ عمل شہتادوں جو اللہ تعالیٰ کے حضور میں تمہارے تمام اعمال سے

خیر اور پاکیزہ تر ہو اور تمہارے درجے زیادہ بلند کر دے اور چاندی سونے کے خرچ

کرنے سے بھی زیادہ اچھا ہو اور اس امر سے بھی بہتر ہو کہ تم کافروں سے قتل کرو اور

انکی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں کہا حاضرین نے ہاں دیا رسول اللہ

بتا دیجیے (فرمایا اللہ کا ذکر یعنی ذکر اللہ جہاد اور خیرات وغیرہ تمام نیکیوں سے

افضل ہے وعن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من أحد أفضل من ذكر الله
 (رواه الطبرانی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے کوئی صدقہ اللہ کے ذکر سے افضل نہیں ہے وعن عبد اللہ بن بسر قال
 قال رجل يا رسول الله ان شرائع الاسلام قد كثرت علينا فانا لنبشع
 ان ثبت به قال لا يزال لسانك رطبا من ذكر الله رواه الترمذی
 عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 عرض کی یا رسول اللہ شرائع اور طرق اسلام کے تو مجھ پر بہت ہو گئے آپ کوئی ایسی
 چیز بتا دیں کہ میں اُسے مضبوط پکڑ لوں فرمایا ہمیشہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے
 وعن معاذ بن جبل قال اخر كلام فارقت عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم ان قلت اى
 الاعمال احب الى الله قال ان تموت ولسانك رطب من ذكر الله معاذ بن جبل رضی اللہ
 عنہ سے روایت ہے کہ اوہ پچھلی بات جیسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب رکھا
 (یعنی پھر مشرف بہم کلامی نہیں ہوا) یہ تھی کہ میں نے عرض کیا اللہ کے حضور میں کونسا
 عمل زیادہ تر محبوب ہو فرمایا یہ کہ تو مرے اور زبان تیری اللہ کے ذکر سے تر ہو یعنی
 خاتمہ تیرا اللہ کی یاد پر ہو) وعن ابن سعید ان رسول الله صلى الله عليه وسلم سئل اى العباد افضل
 وادفع درجة عند الله يوم القيمة قال لذكرون الله كثيرا والذاكرات قيل يا رسول الله و
 من الغاف في سبيل الله قال لو ضرب بسيفه في الكفار والمشركين حتى ينكسروا ويختضب
 دما فان الذاك لله افضل منه درجة ابو سعيد خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
 حضور سے سوال کیا گیا کون بندہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور میں بلند مرتبہ
 والا ہے فرمایا زیادہ یاد کرنے والے اللہ کے اور زیادہ ذکر کرنے والیاں عرض کیا گیا

کیا یہ ان کی غازی سے بھی افضل ہے جو اس کی راہ میں لڑے فرمایا اگرچہ اپنی تلوار کٹ کر
 وشرکین میں یہاں تک مارے کہ ٹوٹ جائے اور خون میں رنگین ہو جائے تو بھی اس کا
 ذکر کرنے والا اس سے افضل ہے مایح میں وعن عبد اللہ بن بسر قال جلاء اعدائنا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم فقال فی الناس خیر فقال طوی بن طالع عمرہ وحسن عملہ وقال یا رسول اللہ
 الاعمال افضل قال ان تفارق الدنیا ولسانک رطب من ذکر اللہ (رواہ احمد الترمذی)
 عبد اللہ بن بسر روایت ہے کہ انھوں نے کہا آیا ایک اعرابی پاس رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے اور عرض کیا کون سا آدمی بہتر ہے فرمایا بشارت ہو اُسے جسکی عمر زیادہ
 ہوئے اور اُسکے اعمال اچھے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ کون کام بہتر ہے فرمایا
 یہ کہ دنیا کو چھوڑے اور تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو و عن علی بن عبد اللہ النخعی
 من ذکر اللہ معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نہیں عمل کیا بندے
 نے عذاب آئی سے زیادہ نجات دلانے والا اللہ کے ذکر سے وعن ابی موسیٰ الاشعری
 لو ان رجلاً فی حجرہ دراهم یقسم ہا و اخرید کر اللہ کان الذاکر اللہ افضل
 (رواہ الطبرانی) ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر ایک آدمی ہو
 کہ اُسکے گود میں درہم ہوں جنکو وہ خیر است کر رہا ہو اور دوسرا آدمی اس کا ذکر کرتا ہو
 تو اس کا ذکر کرتے والا افضل ہو گا دروی الحاکم ان خیار عباد اللہ الذین یراعون
 الشمس والقمر والنجوم والظلمۃ لذلک اللہ حاکم نے روایت کی ہے کہ تحقیق اللہ کے
 بندوں میں بہتر وہ ہیں جو چاند اور سورج اور تارون اور سالیوں کی رعایت اللہ کے
 ذکر کے لیے کرتے ہیں (یعنی رات دن کے وقتوں کا شمار اور لحاظ رکھتے ہیں کہ اللہ
 کے ذکر سے خالی نہ جائیں یا اُنکے معینہ و طاقت قضا نہوں و بیشک ایسے

حضرات جو ایک ایک آن کا صاب رکھ سکیں اور اللہ کے ذکر سے خالی نہ بنائے ہیں
 وہی ذکر ہیں جو تعلیم حضرات صوفیہ رضی اللہ عنہم اذکار و اشغال میں مشغول و غور ہو گئے
 ہیں اور عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ لان اقصیٰ مع قوم یدکرون
 اللہ تعالیٰ من صلوٰۃ العصر و آخرہ تطلع الشمس احب الی من ان اغتسل
 اربعۃ مہ و ولد اسمعیل و کانت النعمۃ مع قوم یدکرون اللہ تعالیٰ
 من صلوٰۃ العصر الی ان ینزل بالشمس احب الی من ان یغتسل اربعۃ
 (رواہ ابو داؤد) اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ابا ذر ابیہ رسول اللہ ﷺ
 علیہ وآلہ وسلم نے اگر میں اُس قوم کے ساتھ بیٹھوں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر صبح کی نماز سے آفتاب
 نکلنے تک کیا کرتے ہیں تو میرے نزدیک اس امر سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ چار آدمی نذر
 کروں اور وہ اولاد اسمعیل علیہ السلام سے ہوں اور اگر میں ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھوں
 جو اللہ تعالیٰ کا ذکر نماز عصر سے آفتاب دو سنبہ تک کیا کرتے ہیں تو مجھے اس سے
 زیادہ محبوب ہو کہ میں چار غلام آزاد کروں تو اہل سلف صالحین حضرت
 سیدنا علی ابن ابی طالب اکرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکرین پر بوقت ذکر
 و تلاوت قرآن کے بجلی فرماتا ہے اور حضرت محمد بن الحنفیہ سے منقول ہے کہ فرشتے
 ذکر سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں جس طرح بجلی چمکنے سے آنکھیں بند کر دیتے ہیں یعنی ذکر آسمیٰ کے
 ایسے انوار غالب تجلیات قویہ ظاہر ہوتے ہیں کہ فرشتوں کو چکا چوند لگ جاتی ہے جیسے آدمی
 بجلی کے چمکنے سے آنکھیں بند کر لیتا ہے اور اُس نور غالب کے دیکھنے کی تاب نہیں لاتا
 اور امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی قوم ذکر آسمیٰ کے لیے نہیں بیٹھتی
 اس حال میں کہ ایک بھی انہیں نہ جانتی ہو مگر اللہ تعالیٰ اُسے ساری جماعت کے لیے

شفیق بنا دیتا ہے اور سب کو اسکی برکت سے بخش دیتا ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا
 ہم قوم کا پیشقہ جلیسہ ہم اللہ کی یاد کرنے والے وہ لوگ ہیں جنکا ہم نشین محروم
 نہیں رہتا ہے۔ بد از اب نیکان بہ بخشد کریم نہ اہل تصوف نے فرمایا ہے للذاکر
 بلائہ و غی تو بہ صادق و لہ توسط رہو نور طارق و لہ غایہ و ہی حال خارق و لہ اصل و ہو
 الصفا و لہ فرج و ہو الوفا و لہ شطر و ہو الحضور و لہ سباط و ہو العمل الصالح و لہ خاصۃ و لہ القیم المبین
 یعنی ذکر کے لیے ابتدا ہے اور وہ توجہ صادق ہے کہ فکر بصدق نیت و توجہ خالص اللہ کو
 یاد کرے اور وسط ہے اور وہ نور طارق ہے یعنی درمیان کی حالت میں انوار اُسپر
 طاری ہوتے ہیں طارق رات میں آنے والا یعنی رات کو جو وقت نزول
 رحمت و توجہ خاص حضرت حق ہے اُسپر انوار طاری ہوتے ہیں۔ اور ذکر کے لیے
 انتہا ہے اور وہ حالت ہو جو عقل کو حیران کر دے کرامات کے ظہور اور برکات
 کے وفور اور اسرار کے انکشاف سے جو نور ہے بالاسے نور اور ذکر کے لیے اصل ہے
 اور وہ صفائے قلب و تزکیہ روح ہے و انکشاف تام و معرفت و فتوح۔ اور ذکر کے
 لیے فرج ہے اور وہ وفا ہے یعنی ثمرہ اُسکا یہ ہے کہ بندہ و قادر عابد فرمان پذیر بن جائے
 یا اللہ تعالیٰ اپنے وہ انعامات اُسپر پورے کرے جسکا اُس نے خاص بندوں کو امید
 کیا ہے۔ اور ذکر کرنے کی شرط ہے اور حضور ہے یعنی یاد میں ایسا چھو ہو کہ سہو بھول
 جائے تمام افعال و سکنت حوادث لیل و نہار کسی پر اُسے توجہ نہ ہو جیسا کہ منبر یا
 لا تلہیم بیع ولا تجارۃ عن ذکر اللہ نہ بیع نہ تجارت نہ کوئی شغل اگر اللہ کے ذکر سے غافل
 کر نہیں سکتا حضور ذاکم و حال قائم شرط ہے جیسا کہ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ ہم
 کسی شے کو نہیں دیکھا اگر اللہ کو اُس سے پہلے اور اُسکے بعد دیکھا۔ اور ذکر کے لیے

بچھوتا ہے اور وہ اعمال صالحہ میں لینے جس طرح بدون بساط قیام نازیبا ہے ذکر بدون
 اعمال صالحہ نہ قرار پاتا ہے نہ فائدہ دیتا ہے اور ذکر کے لیے خاصہ ہے اور وہ فتح عین ہے
 یعنی تمام کام ذکر کے دینی ہوں یا دنیاوی درست ہو جاتے ہیں دشمن نفس و شیطان
 مطیع و منقاد ہو جاتا ہے یہ اعلیٰ درجہ ولایت و تقرب و قبول ہے۔ حضرت ابو سمید
 خزاز رحمہ نے فرمایا اذ لا اله الا الله ان یوالی عبد ائقہ لہ بالبال کوفاد الاستلذ بالذ کو فتح علیہ السلام
 ثم رفعہ الى مجلس الحسن ثم اجلسہ کرسی التوحید ثم رفع عنہ الحجۃ ادخلہ دار الفردانۃ
 وکشف عنہ الجلال والعظمۃ فاذا نظر الجلال والعظمۃ بقی بلاہو فیہ سیر فاذنیاً
 بریئاً عن دعاوی نفسہ محفوظاً للہ تعالیٰ جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنے کسی بندے
 سے دوستی کرے اُس پر دروازہ ذکر کا کھول دیتا ہے یعنی توفیق کثرت ذکر عطا ہوتی ہے
 پھر جب بندے نے ذکر سے لذت پالی اُس پر دروازہ قرب کا کھول دیا جاتا ہے پھر اُسے
 مجلس انس کی طرف بلند کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے انس و تلقی اُسے پیدا
 ہو جاتا ہے اور اُسکے غیر سے وحشت بڑھتی ہے پھر اُسے توحید کی کرسی پر بٹھلاتا ہے
 یعنی سچا موصد ہو جاتا ہے جمیع اقسام شرک خفی و جلی سے دور کر دیتا ہے یا جس طرح
 اُسکی ذات پاک ہمیشہ دیکھتا ہے یہ بندہ بھی قرب و حضور و فضائل و کرامات میں
 ہمیشہ دیکھتا ہے عصر نجاتا ہوا اور حجاب اٹھا دیے جاتے ہیں عظمت لاہوت و جلال جبروت فنا
 عبودیت و اسرار معرفت کھل جاتے ہیں اور حق سبحانہ تعالیٰ اُسے حضرت فردائیت میں داخل
 کر لیتا ہے یعنی محرم راز فردائیت بنجاتا ہوا اور آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے کہ لا الہ الا اللہ ہوا کا اول
 والاخر والظاہر والباطن۔ اللہ نور السطوات والاخرضات
 چو خورشید عظمت علم پرکشہ چہان سنجیب عدم درکشہ یا یہ ذکر خود متفرد

و یگانہ عصر رنجاتا ہے اور اُس پر جلال و عظمت کھل جاتے ہیں تو جب بندہ اللہ کے
 جلال و عظمت پر نظر ڈالتا ہو اپنے وجود اور خودی سے خالی ہو کر باقی بچائے الہی
 رہ جاتا ہو اور یہ وجود فانی فانی ہو جاتا ہے اور اپنے و عادی نفس سے بری ہو جاتا ہو
 اُس کے تمام افعال حرکات و سکنات ارادات اللہ کے لیے محفوظ ہو جاتے ہیں جیسا کہ
 حضرت موسیٰ کے حق میں فرمایا **واصطنعتک لنفسی** مہنے لگو اپنے ہی لیے بنایا ہو اور
 بعض صوفیہ کا ارشاد ہے **الذکر تریاق المذنبین و انزل المنقطعتین و کنز المتوکلین**
 و غذاء الموقنین **حلیۃ العاصلیین نور العارفين بساط المقربین** سر المجبین ذکر تریاق سے
 گناہگاروں کے لیے کہ گناہوں کا زہر دور ہو جاتا ہے اور انس ہی اُنکے لیے جو دنیا سے
 قطع کیے ہوئے ہیں اور توکل کرنے والوں کا خزانہ ہے اور یقین والوں کی غذا ہے
 اور اللہ سے ملے ہووے کا زیور ہے اور عارفوں کے لیے نور چمکی چکامین اسرار
 و جمال الہی نظر آتا ہے اور مقربان بارگاہ کا بچھوتا ہے اور اللہ کے دوستوں کے لیے شرب
 جو اُنکے عشق و ذوق کو بڑھائے۔ عطا رحمہ اللہ سے منقول ہے من جلس مجلساً یذکر اللہ
فیکر اللہ عشق اللہ لیس لیس اللہ جو کسی مجلس میں بیٹھے کہ اُس میں اللہ کا ذکر کرے اللہ تعالیٰ
 اُس سے دس بری مجلسوں کا گناہ اتار دیتا ہے۔ اور سید ابو علی الدقاق فرماتے ہیں
الذکر منشور الولاية فمن وفق للذکر فقد اعطی منشور الولاية ومن سئل الذکر فقد عزل ذکرہ و انہ
 ولایت ہو تو جسے ذکر کی توفیق دی گئی فرمان ولایت کا ملکیا اور جس سے ذکر کی رغبت
 ملے گی اُنکی معزول ہو گیا **فت حدیث میں بھی اسکی تصدیق ہے من احب شیئاً**
اکثر ذکرہ جو کسی شے کو محبوب رکھتا ہے اُسکا ذکر اکثر کیا کرتا ہو۔ اور فرمایا امام شیری نے
لا یصل حدی اللہ الابد ام الذکر کوئی استقامت نہیں پہنچتا مگر ہمیشہ ذکر کرنے سے اور

دوسری جگہ فرمایا الذکر عنوان الولاية وصار الوصلة وتحقيق الكرامة وعلامة صحة البداهة
 ودلالة صفاء النخاية وذكر عنوان ولايت ہو اور نشان وصال ہے اور ارادے کا
 محقق کرنا ہے اور سلوک میں صحت ابتدا کی علامت ہو اور انتہا کی صفائی دلیل ہے
 علامہ فخر الدین رازی رسالہ روح البیان میں لکھتے ہیں اگر دو آدمی چلین ایک پیچ رہا
 سے پہچان کی طرف اور مال راہ خدا میں خرچ کرتا ہو اور دوسرا بچھاں سے پیور رہا
 اور برابر جہاد و قتال کرتا ہو تو بھی اللہ کا ذکر کرنے والا اُن دونوں سے افضل ہوگا اجر و
 ثواب میں۔ بالجملہ آیہ کریمہ العنایت نبویہ و اقوال صلحا سے معلوم ہوا کہ ذکر الہی تمام
 حسنات و عبادات سے بہتر ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں جابجا ذکر
 کر نیکی لیے ارشاد فرماتا اور غفلت پر انواع عذاب سے ڈراتا ہے فاذکرونی اذکرکم
 تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں اور فرمایا فاذکروا اللہ کذا بائکم و اشد ذکرا
 پس اللہ کو یاد کرو جس طرح اپنے باپ دادا کا ذکر بعد فراغ حج کیا کرتے ہو بلکہ اُس سے
 کہیں زیادہ فرمایا واذکروا اللہ كثيرا لعلکم تفلحون اللہ کو یاد کرو تاکہ فلاح پاؤ
 معلوم ہوا کہ ذکر وسیلہ ہے نجات کا اور کامیابی کا جیسا کہ کلمہ فلاح سے ظاہر ہے فرمایا
 یا ایہا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا و سجدوا سجود بکرة و اصدلا ای ایمان
 والو اللہ کو یاد کرو بہت یاد کرنا اور اُسکی تسبیح کرو صبح شام حضرت عبداللہ بن عباس
 فرماتے ہیں کہ نہیں فرض کی اللہ تعالیٰ نے کوئی عبادت اپنے بندوں پر گرہ کہ
 اُسکے لیے معین کر دی ہے اور عذر کی حالت میں معذور فرمایا ہو بخلاف
 ذکر کے کہ نہ اُسکے واسطے حد معین ہے نہ کوئی اُس سے معذور نہ سوائے دیوانہ
 کے اور حکم کیا ذکر کا ہر حال میں جیسا کہ فرمایا فاذکروا اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبکم

پس اس کو یاد کر اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے ہوئے اور فرمایا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا يَّادُكُرُوْهُ
 کو بہت راستہ میں دن میں خشکی میں تری میں صحت میں مرض میں اور چھپے کھلے۔
 جیسا کہ حضور نے معاذ سے فرمایا وَاذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَحِجْرٍ اَللّٰهُ كُوْهُرٌ ذِيْ نُّجُوْمٍ
 پتھر کے پاس یاد کیا کر یعنی ہر جگہ اور ہر آن اور ہر حال میں۔ اور مجاہد رضی اللہ عنہ
 سے منقول ہے کہ ذکر کثیر یہ ہو کہ خدا کو کسی وقت نہ بھولے ایسا ہی معاملہ میں ہے
 اور ارشاد باری تعالیٰ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ بَكْرَةً وَّاٰخِرَةً لَّيْلًا وَّاَدْبَارَ النَّجْمِ صَبْحًا وَّاَمْسًا
 جَعَلَ تِلْكَ الْعَشِيَّ الْاَكْبَارِ اپنے رب کی حمد کی تسبیح رات دن کیا کر ان تمام وجوہ سے
 سمجھا گیا کہ اگرچہ ہر وقت ذکر اللہ کرنا چاہیے مگر صبح شام لازم تر ہے اسی وجہ سے
 حضرات شاذلیہ قدس اسرار ہم نے صبح و شام حلقہ ذکر معین فرمایا ہو دوسرے
 اور ادو وظائف پر اسے مقدم سمجھا ہے پس جو لوگ جہل و ضلالت سے ان حلقہ
 طعن کرتے ہیں جو احادیث صحیحہ سے ثابت اور مشایخ کبار کے معمول ہیں یہ سراسر نازیبا ہے
فصل دوم بیان فوائد ذکر میں واضح رہے کہ فوائد و تاثیرات ذکر قرآن احادیث
 میں جا بجا مذکور ہیں سب کا جمع کر لینا دشوار مگر بعض بعض اُمین لکھ جاتے ہیں فائدہ
 اولے صفاے قلب کا حاصل ہونا حدیث میں وارد ہوا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ صَلَٰةٌ
 الْقَلْبُ ذِکْرُ اللّٰهِ ہر شے کے لیے صیقل ہے اور دل کا صیقل اللہ کا ذکر ہے فائدہ ثانیہ
 دفع غموم و کفایت ہموں غم دور ہوں اور مشکین آسان حدیث قدسی میں ہے عبدی
 اَذْكُرْ اَعْتَابَ الْاِمْدَادِ وَسَاعِدَةَ الْعَشِيِّ اَلْفِیَاکَ مَا بَيْنَهُمَا مِیْرَے بندے مجھے یاد کر تا رہ تھوڑی
 دیر صبح کو اور تھوڑی دیر شام کو میں صبح شام کے درمیان کے وقتوں میں تجھے پس
 ہوں پیٹنے تیرا سینہ و کار ساز رہو نگا ایسا ہی بدور الساطعہ میں ہوں من شغلہ ذکر کی

عن سألني عطية افضل ما أعطى الساعدين يعني جسے میرے ذکر نے ایسا شوق
 کر دیا کہ مجھے بھی اپنا سوال نہ کر سکے تو میں اُسے بہتر اُن چیزوں کا دیتا ہوں جو مانگنے
 والوں کو دیتا ہوں ایماء اطلعت علی قلبہ فوالی الخ الخ علیہ التماس بدکری قولیت سنیما
 وکنت جلیسہ انیسہ یعنی میں جس بندے کے دل کو جھانکتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ
 کہ میرا ذکر اُس پر غالب ہو اور ہر دم وہ میری یاد سے تسک کرتا ہو تو میں خود اُس کے
 انتظامات کا متولی ہو جاتا ہوں کہ اُس کے کام سرسبز رہیں اور میں خود اُس کا ہم نشین
 و ہم دم بن جاتا ہوں یہ طہارت قلوب میں ہے فامدک ما لیسہ خدا اکر کویا ذفر
 فرمایا فاذا کوئی اذکر کہ مجھے یاد کرو میں یاد کرونگا تمکو اور حدیث قدسی میں ہے
 فان ذکر فی نفسه ذکر فی نفسی فان ذکر فی فصال ذکر فی ملاء خیر کمینہ
 بندہ مجھے اگر اپنے جی میں یاد کرتا ہے میں بھی اُسے مخفی یاد کرتا ہوں اور اگر بندہ مجمع
 میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی اُسے مجمع میں درشتوں کے ہاں یاد کرتا ہوں جو اسے
 اچھے ہیں یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں اے جاہل اے غافل اگر سنتا تو آواز قلم کی
 جب وہ لوح محفوظ پر پڑتا ہے تیرے ذکر کے ساتھ تو تو شادی مرگ ہو جاتا فامدہ راجع
 لما نیت کا حاصل ہونا فرمایا ۱۲ بدکری اللہ قطمئن القلوب جان لے کہ اللہ کے ذکر سے
 دل مطمئن ہو جاتے ہیں اور یہ وہ مقام ہے کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ التحیۃ والتسلیم
 باوجود مقام رسالت و خصوصیت خلعت کے اُس کے خواستگار ہوئے عرصہ کی
 وکن لیطمئن قلبی تاکہ میرا دل تیری قدرت کاملہ پر مطمئن ہو جائے جو شخص مقام طمانیت
 پر پہنچتا ہے صاحب نفس مطمئن ہو جاتا ہے اور وساوس شیطانی اور ہوا نفسانی
 سے محفوظ رہتا ہے فرمایا آیاتہا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة

اسے نفس مطمئنہ رجوع کر اپنے رب کی طرف خوش اور پسندیدہ اور اطمینان تب ہی حاصل
 ہوتا ہے کہ مابرج علم یقین قوی اور کامل ہوں اور یہ کمال مشاہدے پر موقوف ہو
 پس گویا آیہ کریمہ میں وعدہ فرمایا گیا ہے کہ جگر سوختگان شوق بفحوائس من احب
 نیثا اکثر ذکرہ جو کسی شے کو دوست رکھتا ہو اُسکا ذکر زیادہ کیا کرتا ہو اسی عالم
 میں شربت دیدار سے سیراب کیے جاتے ہیں چنانچہ امام المجتہدین سراج المسلمین حضرات
 امام اعظم اور حضرات امام شافعی اور حضرات امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم اجمعین
 کے حالات میں لکھا ہے کہ یہ حضرات عالم رویا میں دولت دیدار خداوندی کے شرف
 ہوسے فائدہ خامسہ قرب حضرت حق و مجالست الہی چنانچہ حدیث قدسی میں آیا
 انجلیس من ذکر فی میں اُسکا ہم نشین ہوں جو میرا ذکر کرے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
 سے روایت ہے ان اللہ تعالیٰ یقول انا مع عبدی اذا ذکرنی وتحذرنی شغفۃ
 میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب تک مجھے یاد کرتا رہے اور میرے نام سے اُسکے
 لب متحرک رہیں فائدہ سا دسہ نزول سکینہ و رحمت وغشیان ملائکہ حدیث میں
 وارد ہو اما جلس قوم یدکون اللہ الا حقہم الملائکہ وغشتم الرحۃ ونزلت علیہم السکینۃ
 کوئی قوم اللہ کے ذکر کے لیے نہیں بیٹھتی مگر اُسے فرشتے گھیر لیتے ہیں اور رحمت ٹھانک
 لیتی ہے اور سکینہ اُسپر اترتا ہے فائدہ سابعہ مقام محبوبیت الہی کا حاصل ہونا حدیث
 میں آیا من اکثر ذکر اللہ احبہ اللہ جو اللہ کا ذکر بہت کرتا ہو اللہ اُسے محبوب بنا لیتا ہے
 ما زال لعبد یتقرب الی النوافل حق حبیبہ بندہ ہمیشہ میری طرف عبادات نافلہ سے
 تقرب حاصل کیا کرتا ہے یہاں تک کہ میں اُسے محبوب بنا لیتا ہوں طہارت القلوب
 میں تورات سے منقول ہے یقول اللہ تعالیٰ اذا کان الغالب علی عبدی الاشتغال

فی جعلت نعمہ ولذتہ فی ذکرہ احتبى واحبہ ورفعت الحجاب بینہ ولایہ واذ
 سہی الناس اولئک کلاھم کلاھم لالنبیاء اولئک الذین اذا اردت باھل
 الاض عقوبۃ ذکرتمہ فصرفت عنہم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب
 بندے کا شغل میری ذات میں زیادہ ہو جاتا ہے میں اُسکی لذت اور نعمت اپنے ذکر میں
 بنا دیتا ہوں وہ مجھے دوست رکھتا ہے میں اُسے دوست رکھتا ہوں اور میرے
 اُسکے درمیان میں سے پردے اُٹھا دیے جاتے ہیں وہ اللہ کو اُن حالوں میں بھی نہیں
 بھولتا ہے جبکہ دوسرے آدمی بھول جاتے ہیں یہی لوگ ہیں جنکی باتیں پیغمبر وکی سہی ہیں
 یہی لوگ ہیں کہ جب میں زمین والوں پر عذاب بھیجا چاہتا ہوں اُنکی سرکشی اور عصیت
 سے تو اُنکو یاد کرتا ہوں اور عذاب آدمیوں سے پیغمبر دیتا ہوں (یعنی اُنکی برکت سے
 اُنکے طفیل سے عذاب دور کر دیتا ہوں) فائدہ ثانیہ حاصل ہونا نجات کا قرآن میں
 اذکواللہ ذکر اکثر العلمک تعلمون اللہ کا ذکر بہت کیا کرو تاکہ تم نجات و فلاح
 پاؤ فائدہ تاسعہ اجر عظیم کا حاصل ہونا فرمایا الذاکرین والذاکرات اعد اللہ لھم
 مضمرۃ واجر عظیم ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں اللہ نے اُنکے لیے مغفرت
 اور اجر عظیم تیار کر رکھے ہیں پیغمبر اگر ذکر کو ہدایت حال میں ثمرات و برکات ذکر محسوس
 نہ ہوں تو چاہیے کہ حکم آیت لایستس من روح اللہ الا القوم الکافرون اللہ کی
 رحمت سے مایوس نہیں ہوتی مگر قوم کافر رحمت خداوندی سے مایوس نہواو سعی مجاہد
 سے تقصیر نہ کرے کیونکہ ظہور نتائج مذکورہ اخلاص و مداومت پر موقوف ہے آیندہ سیدی
 ابن عطاء اللہ اسکندری لٹالک الحکم میں تحریر فرماتے ہیں لا تترك الذکر لعدم خلوک
 مع اللہ فیہ لان غفلتک عن وجود ذکرہ اشد من غفلتک فی وجود ذکرہ فصل

ان یرقدوا عن ذکر مع وجود غفلة الی ذکر مع وجود یقظة ومنه الی ذکر مع وجود حضور
 وعن ذکر مع وجود حضور الی ذکر مع وجود غیبة عما سوا الذکور وما ذاک علی اللہ بقرہ
 نہ چھوڑ دکر اس لیے کہ تجھے اللہ کا حضور یمین نہیں آتا حالت ذکر میں اس لیے کہ یہی
 غفلت اُسکے ذکر کے وجود سے سخت زیادہ ہو اس سے کہ اُسکے ذکر میں تجھے غفلت ہو
 (یعنی) لہذا اگر ذکر سے غفلت اس قدر سخت نہیں ہے جیسا کہ نفس ذکر سے غفلت (اسی طرح)
 کہ باوجود اس غفلت کے تجھے ایک ذکر سے دوسرے ذکر کی طرف جس سے تو بیدار اور
 ہوشیار ہو بلندی دین اور اُس ذکر سے بلند کرین باوجود حضور کے دوسرے ذکر کی طرف
 اور ایک ذکر سے باوجود حضور کے دوسرے ذکر کی طرف رہنمائی کرین جس سے تو غافل
 ہے اور یہ اللہ پر گہرا ان نہیں ہے یعنی اگر ذکر میں حضور نہ تو مایوس نہ ہو شاید کسی دوسرے
 ذکر و حضور کی طرف جس سے تو غافل و غائب ہو رہنمائی کی جائے حضرت قطب الصلین
 سراج الذکرین مولانا سیدی الشیخ شمس الدین المکی المدنی شاذلی دام ظلہ علی رؤس
 المستشرقین اس قول کے شرح میں افادہ فرماتے ہیں ای لان ذکر الغفلة اذا قبل لفقیر
 علیہ وداوم لا ید ان تظم ثمرة وہی ذکر الیقظة التي هونعت العقلاء وكن لك اذا
 داوم علی ذکر الیقظة لا بد من ظمور ثمرة ذلک وہی ذکر الحضور الذی هو صفة
 العلماء لا علم و اذا داوم علی ذکر الحضور وصا بر علیہ کل المصابرة ظهرت له
 ان شاء اللہ تعالیٰ ثمرات ذلک و بركاتہ وہی الغیبة عما سوا الذکور الذی هو مرتبة
 المعارفین المحققین من اولیاء اللہ تعالیٰ قال اذ کر یک اذا نسیت ای اذا نسیت
 ما دون اللہ تعالیٰ وغیت عنه فصد ذلک تكون ذاکر اللہ وفي هذا المقام یقطع
 ذکر اللسان ویكون العبد محو فی وجود الیمان وقد قال اللہ تعالیٰ ولمن خاف

مقام ربّ جنتان فالجنت الاولیٰ للذکرین اهل الحضرة الربانیة وهی جهة العارف
وقد عمل طهر الجنة الاولیٰ جزء لهم لا شغل لهم بذکره كما ورد فی الحديث من شغل ذکری
عن مسألتي اعطيتها افضل مما اعطى السائلین ولذا قال سیّدی ابن عطاء الله
جل ربّنا ان یعامله العبد نقلاً فیجازیه نسیةً فلما ان الذکر اعظم القربات کذلک
المعرفۃ بالله من اعظم المنعم والعطیایا فالجزء من جنس العمل حل جزاء الاحسان لا الاکسان
یعنی ذکر غفلت کی طرف جب فقیر توجہ کر لیتا ہے اور ہمیشہ اُسے کیا کرتا ہی تو ضروری اُسکا
پہل ظاہر ہوتا ہے اور وہ پہل یہ ہے کہ بیداری کا ذکر حاصل ہو جاتا ہی اور یہ صفت ہے
حافظوں کی یعنی بے لذت و حضور و بدون توجہ قلب اللہ کا نام لیتے لیتے بیداری و
حضور سے مشغول ہو جاتا ہے اور یہ ذکر شان ہے حافظوں کی (اور ایسے ہی جب بیداری
کا ذکر برابر کیا کرتا ہے اُسکا ثمرہ بھی ضروری پیدا ہوتا ہے اور وہ ثمرہ ذکر حضور ہے جو
شان ہے بڑے بڑے علما کی اور جب ذکر حضور پر مدامت اختیار کی اور اُسپر صبر کئے رہا
صبر کامل تو انشاء اللہ تعالیٰ اسکے نتیجے اور برکات بھی ظاہر ہونگے اور وہ یہ ہے
کہ سوا اے مذکور یعنی وہ ذات جسے یاد کیا کرتا تھا اور تمام خلق سے بے تعلقی و غیبت
حاصل ہو جائے اور یہ مقام ہے عارفان متحقق کا اولیاء اللہ سے فرمایا اللہ تعالیٰ
نے اپنے رب کو یاد کر جب حق بھول جائے یعنی ماسواے اللہ کو اور انھیں غائب دور ہو جائے
اب تو ذکر اللہ ہو جائیگا اور اس حال میں زبان کا ذکر بند ہو جاتا ہے اور بندہ چشم دید
انوار میں محو ہو جاتا ہے حضور میں پھر یاد کا ذکر کیا نہ تصور میں موجود کی
فکر کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو ڈر اپنے پروردگار کے حضور میں کھڑے
رہنے سے یعنی باپرس قیامت سے اُسکے لیے دو جنتیں ہیں تو جنت پہلی

اُنکے لیے ہو جو حضور بانیہ میں مشغول ذکر ہیں اور یہ طریقہ ہے عارف کا اور اُنکے لیے پہلے
 جنت جلد دی گئی انعام اُنکا ہو کہ اُسکے ذکر میں مشغول رہا کرتے تھے جیسا کہ حدیث میں
 وارد ہوا جسے میرے ذکر نے دعا و سوال سے بے پروا کر دیا میں اُسے وہ عطا کرتا ہوں
 جو سوال کرنے والوں کی عطا سے افضل ہو اور اُسی لیے کہا سیدی ابن عطاء اللہ نے کہ ہزار بڑے
 اس کہ بندہ تو اس نقد کا معاملہ کرے (یعنی بندگی اب کرے) اور پروردگار اُسے نہیہ سے عوض دے
 (یعنی انعام اُسکا آئندہ پر اُٹھارے بلکہ دنیا میں بھی تہذیب و حسنہ سے سرفراز فرمائے گا اور آخرت
 میں بھی مراتب علیا سے ممتاز کریگا) جس طرح ذکر عظیم ترین عبادات و تقریبات ہو اس کی مفت
 اعظم انعامات و عطیات ہو پس جزا جنس عمل سے ہوگی (یعنی جیسی مزدوری ویسا ہی انعام جب
 بندہ اللہ کو یاد کرے تو مولیٰ بھی اُسے یاد فرمائے جب بندہ ہر دم اُسکے سامنے رہے تو لگائے مولیٰ
 بھی اُسے دور کرے اور مزید توجہ فرمائے اس لیے کہ نیکی کا بدلہ انہیں ہو مگر نیکی فصل سوم غفلت
 کی آفتوں کے بیان میں غفلت کی آفتیں بیان سے زیادہ ہیں و چار عرض کرتا ہوں اگر
 درخانہ کسست حریفی پس ست پہلی آفت حسرت افسوس و پشیمانی قیامت میں جہنم میں آیا
 عن ابی اہریرۃ ما من قوم جلسوا مجلساً تفرقوا منه ولم یذکروا اللہ فیہ الا کانما تفرقوا عن
 جقتہم و کان علیہم حصۃ یوم القیامت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ جو قوم کسی مجلس میں بیٹھ کر
 بدون اللہ کا ذکر کئے متفرق ہو جائے وہ ایسی ہی جیسے کہ کوئی مراہو لگے گا کہ متفرق ہو اور صحبت
 قیامت میں آپر حسرت ہو جائیگی ماشہ احد ماشہ لہ فی ذکر اللہ فیہ الا کان علیہ ترقہ و ما اوی
 احد الی فراشہ احد ذکر اللہ فیہ الا کان علیہ ترقہ کوئی شخص کسی راہ میں نہیں چلا کہ اُس میں
 اللہ کو یاد نہ کیا ہو مگر وہ چلنا اُسپر گناہ و وبال ہو جائیگا اور کوئی اپنے بستر پر آرام نہیں کرتا کہ اللہ
 کا ذکر نہ کیا ہو مگر یہ کہ اُسپر گناہ و وبال ہو گا دے کو غافل از دوسے یک زمان است

در اندام کافرست اما نهان است نہ جب مجالس و مکان کی یہ حالت ہو تو موافقت مشرکین کیا ہوگی
 حدیث میں وارد ہوا کہ يتحصروا اهل الجنة في الجنة اذ على ساعة مرت بحمد و لم يدركوا الله فيها
 اهل جنت جنت میں حیرت نہ کریں گے کہ اس ساعت پر کہ ان پر دنیا میں گزری تھی اور ان میں اس کا ذکر
 نہ کیا تھا، دوسری آفت بارگاہ قرب الہی سے منظر وہو نا صاحب الحکم نہ لکھا ہو کہ
 يطحن ان يدخل حضرة الله وهو لم يدع تطهر من جنات غفلات عن جو اپنی
 غفلت کے گناہوں سے پاک نہیں ہوا وہ کیونکر امید کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں جا سکیں
 جس طرح بخشش سجد اور نماز سے منع ہے غافل قرب حضور سے محروم تیسری آفت شیطان کا
 غافل کے دل پر غالب ہو جانا اور وسوسے ڈالنا ہر کافر کا حدیث میں وارد ہوا شیطان جا تم علی
 قلب ابن آدم فاذا ذكركم الله خنس واذا غفل وسوس شیطان آدمی کے
 دل پر جا ہوا ہو پس جب اللہ کو یاد کرتا ہو ہٹ جاتا ہو اور جب غافل ہوا وسوسے ڈالتا ہو بلکہ غفلت
 خود آثار غالبہ شیطانی سے ہے قرآن میں ہی استحوذ علیہم الشيطان فانسا حذر ذکر اللہ
 حزب الشيطان الا ان حزب الشيطان هم الخاسرون مسلط ہو گیا، اُس شیطان تو بکھلا دیا
 انکو اللہ کا ذکر کی گروہ شیطان کا ہو آگاہ ہو کہ بیشک گروہ شیطان کا نقصان پانے والا ہو اگر
 آیت سے کہی باتیں معلوم ہوئیں یہ کہ خدا کے بھول جانے کا نتیجہ یہ ہو کہ شیطان مسلط ہو جائے
 یہ کہ جو ذکر الہی سے غافل ہیں وہ گروہ شیطانی میں داخل ہیں یہ کہ یہ گروہ اہل خسرت
 ہو بلکہ خست و خسرت اسی گروہ کے لیے مخصوص ہو جیسا کہ تقدیم ضمیر رحم سے ظاہر ہو بلا نظر
 مقوم مخالف و بطر لویہ حصرت کو مفہوم ہوا کہ نجات و فلاح ذات ذکرین پر مخصوص ہے کما
 قال الله تعالى الا ان حزب الله هم المفلحون خبر دے ہو کہ گروہ اللہ کا وہی نجات پانے
 والا ہے جو حق پر اقامت تیار رہے پریشان و افکار مذموم کا دل پر غالب نہ ہو چنانچہ حق پر اقامت

عزم افعال شنیعہ چھی آفت وقوع معاصی و خطیئات ساتوین آفت سخت دل ہو جانا
 اور سیاہی کا چھا جانا آٹھویں آفت دل کا رنگ آلودہ ہو جانا اور اُس پر مہر ہو جانا نویں
 آفت وعظ و نصیحت سے بے بہرہ رہنا تفصیل اس جال کی یہ ہے کہ جب پر غفلت طاری
 ہوتی ہے بُرے خیال بکثرت آتے ہیں اور جب وہام و خیالات غالب ہو جاتے ہیں بُری
 فکر میں درپیش ہوتی ہیں اور افکار ردیہ سے افعال شنیعہ کا عزم ہوتا ہے اور شوق معاصی میں گرفتار
 ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ خطائیں دل پر محیط ہو جاتی ہیں اور اس سے شدت قساوت دلی پیدا
 ہوتی ہے کہ نیک بد میں تیز نہیں کر سکتا بلکہ نیک کو بد اور بد کو نیک سمجھنے لگتا ہے اور افعال
 ذمہ پر جرات طرہتی ہے القلب اذا قلب لا یبالی اذا عطف دل جب سخت ہو گیا پروا نہیں
 کرتا جبکہ گناہ کرے۔ پھر رنگ گناہ اپسا چھا جاتا ہے کہ قبول حق کا مادہ باقی نہیں رہتا پھر اُس پر
 مہر ہو جاتی ہے جو لہر جلی اور شقاوت ازلی کی نشانی ہے اور مصداق اس آیت کا بجاتا ہے
 ان اللذین کفرو اسوآء علیہم اندرہم ام لم تنذرہم لا یؤمنون ختم اللہ علی قلوبہم
 وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ وطمعنا ان یعظیم جو کافر ہوئے بُرے برابر ہے کہ تو انہیں
 ڈرائے یا نہ دو ایمان نہ لائیں گے اُنکے دل پر اُنکے کان پر اللہ نے مہر کر دی اُنکی آنکھوں پر پردے
 ہیں اُنکے لیے بُرا عذاب ہے الحاصل ان تمام خرابیوں کی علت غفلت ہے جو علت کو پہچان
 جائے تسلط کامل اور مرض مہلک سے پہلے علاج کرے اور ذکر آگہی میں مشغول ہو۔

مقالہ ثانیہ ذکر جہر کے اثبات میں اجتماعاً ہو یا انفراداً

دفع رہے کہ ذکر جہری قرآن - حدیث - فقہ - تفسیر - تعامل صحابہ و تابعین سے اور سلف صالح
 کے قول و فعل سے بصراحت تمام ثابت ہے چنانچہ مختصاراً در ثبائہر ایک کا ذکر آتا ہے مفتالہ
 اولے میں جو آیتیں اور حدیثیں مذکور ہوئیں اُسے ذکر مطلق کا حکم اور استحباب و اختلاف

ثابت ہو مگر مطلق اپنے طلاق کے ساتھ جمیع اقسام ذکر کو شامل ہو پس نہ کہ جہری ہو یا میری
 بحالت اجتماع ہو یا انفراد کسی تعین و توقیت و تعداد کے ساتھ ہو یا نہ مانور و مستحب و موجب
 تقریب رضای آہی ہو اصول میں یہ امر ان لیا گیا ہو کہ مطلق کے جس فرد پر عمل کیا گیا ہو صین یا مور
 عمل ہو جائے پرنی کر کے ہر فرد اور ہر قسم سے وہی امید واریاں ہیں جو مطلق ذکر سے ہونا چاہیے وہ اب
 یہ قید نہ ذکر خفی جائز ہو اور جہری نہیں جائز زیادت علی القرآن ہو اگر ایسی قید کسی آیت یا حدیث
 مشہور سے ثابت کی جاسکتی تب بھی یہ کو قید مطلق کے قاعدے سے تسلیم کرنے میں کلام
 ہوتا نہ یہ کہ کہیں کوئی آیت ماول حدیث ضعیف بھی منکرین کے پاس نہیں ہو پس یہ قید نص
 مطلقہ و زیادت علی الکتاب مجرد اسے سے یا ایسی دلیل سے جو اصولاً علما ہی مجتہد و فقہاء
 معتبر کے نزدیک دلیل نہیں تخریفات و ترک بعض نصوص ہو مآذ اللہ ایسا شخص بعض کتاب
 و سنت کا منکر یا تارک ہو اللہ تعالیٰ تو فرمائے کہ ذکر کرو اور وہ کہیں نہ کرو ذکر جہری پس بعض اقسام
 ذکر جن کا حکم قرآن سے ثابت تھا متروک ہوئے اور یہ کھلی کھلی تخریفات ہو حلال کو حرام کہنے والا
 علما کے قول میں کافر ہے افسوس ہے اس شوخ چشم بیباک گرد و ہر جو اللہ کے ذکر کی بعض صوفیوں کو
 حرام کہیں شریعہ الحلال کفر حلال کو حرام کہنا کفر ہو فرمایا ان تبدوا الصدقات فنعما ہی
 اگر تم صدقہ کو ظاہر بھی کرو تو اچھا ہو ترمذی نے عقبہ بن عامر سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ
 علیہ وسلم نے الجاحظ بالقرآن کا بیجا ہر بال صدقہ قرآن بکھر پڑھنے والا ایسا ہو جیسے کوئی کھلے طوطا
 صدقہ دے اور بعض تفسیروں میں ہر اصداف سے ذکر لی ہو رکذا فی العالم و کثر العباد فرمایا
 یا ایہ الذین امنوا ذکروا اللہ کثیرا ایمان والا اللہ کو بہت یاد کیا کرو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تفسیر فرمائی
 ذکر کثیر یہ نہ کہ یاد کرے اللہ کو خشکی اور تری میں صحت و بیماری میں کھلے چھپے رکذا فی العالم فرمایا
 فاذا ذکر اللہ کن ذکرہ ابداً کہ کفار حج میں اپنے باب ادا کے فضائل بیان کیا کرتے ارشاد ہوا

مسلمانوں جس طرح یہ اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے ہیں تم اللہ کا ذکر کیا کرو تمہیں سے کثرت و اعلا صحت
مراد ہو جیسا کہ وہ کرتے تھے اور پھر یہ فرماتا تھا کہ اس کا ذکر کسی طرح سے و خفا پر دلالت نہیں کرتا
بلکہ جہری مراد ہو فرمایا اذ ذکر اللہ و حذره اشہرت فتلوب الذین لا یؤمنون
بالآخرة جیسا کہ کافران کر کیا جاتا ہو تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں نے دل نفرت کرنے لگتے ہیں و اذا
ذکر الذین من دونہ اذ اھم مستبشرون اور جب اللہ کو یاد و سرفرازی کا ذکر کیا جائے تو کفار
خوشیاں کرتے ہیں۔ اس میں بھی اشارہ ہو ذکر جہری کی طرف اس لیے کہ کفار نہ ذکر سری سن
سکتے تھے نہ اس سے ناخوش ہوتے تھے فرمایا انھم کانوا اذا قیل لھم لا الہ الا اللہ یستکبرون
کفار سے جیسا کہ اے لا الہ الا اللہ کہو اور اُسے مانو تو انکار و استکبار کرتے ہیں پس
جو کوئی لا الہ الا اللہ کے ذکر جلی سے منکر اور اُس سے منقبض نہ کرے وہ اپنے ایمان کی خیر
منائے فرمایا و ادعوا ربک تضرعاً و خفیہ اپنے رب کو گڑ گڑا کر اور چپکے سے پکار و فانی
بیضاوی اور دوسرے محققین نے تضرع سے مراد جہری ہی یعنی اشکار اور مخفی ہر طرح اللہ کو
پکارا کر اور یہی مقابلہ مناسب ہو خفا کا مقابل علان ہونہ تضرع کہ وہ خفایں بھی ہوتا ہے
اور جہر و اذناہ و فریاد سے بھی فرمایا انبیاء کے احوال میں و ایوب اذا نادى ربہ لم یر اور ایوب نے
جب اپنے رب کو پکارا اور پوچھنے نے نادى فی الظلمات ان لا الہ الا انت الخ
پس پھلی کے بیٹ کی تالی کی میں اللہ کو پکارا کہ کوئی معبود نہیں مگر تو ہی۔ امام فخر الدین باری
تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں من شرط التذلل الجھر و الذکی شرط ہے پس
حضرات انبیاء کا جو ذکر کرنا متعدد مقام پر قرآن میں ثابت ہے اور حدیث میں بھی اس میں بہت ہیں اول
عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تعالیٰ انا عند ظن
عبدی بنی و انا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرته فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء

ذکر تہ فی ملاء خیر منہم الیہ ہریرہ سے روایت ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے دین یاد
 کرتا ہے میں بھی خشتہ یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے جمع میں یاد کرتا ہے میں بھی اُسے اُس جماعت میں یاد
 کرتا ہوں جو اُس اچھے ہیں یعنی فرشتے کہا علامہ جرزی نے اس میں دلیل ہے ذکر جہر کی اور کہا
 جلال الدین سیوطی نے الذکر فی الملائکہ یكون الا بجمہر فدل الحدیث علی جوازہ
 جمع میں ذکر نہیں ہوتا مگر جہری پس یہ جواز ذکر جہری پر دلیل ہو دو م فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے ان اللہ ملائکہ یطوفون فی اطریق یلمسون اهل الذکر فاذا وجدوا قوما
 ینکون اللہ تنادوا حملوا الی حاجتکم اللہ کے فرشتے ہیں کہ راہوں میں پھر کرتے ہیں
 تاکہ ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈھیں تب جب کسی قوم کو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے پا جاتے ہیں پکارتے
 ہیں چلو اپنے مقصود کی طرف (اس میں بھی دلیل جہر ہے) سو م ان اللہ ستارۃ من الملائکہ
 یتخون حلق الذکر فاذا مروا قال بعضهم لبعض اعدوا فادعوا القوم امسوا علی
 دعاءہم فاذا صلاوا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلاوا معہم حق یفرغوا ثم یقول
 بعضهم لبعض طوبی لہم لا یرجعون الا مغفور الہم (رواہ السیوطی)
 جلال الدین سیوطی نے روایت کی کہ اللہ کے فرشتے ہیں جو سیر کیا کرتے ہیں اور حلقہ نامی
 کو ڈھونڈھا کرتے ہیں تو جب کسی حلقہ ذکر پر گزرے کہا ایک نے دوسرے سے اس میں ٹھیک جاؤ
 انکے ساتھ پھر جب قوم دعا کرتی ہو یہ فرشتے آئیں کرتے ہیں اور جب یہ پیغمبر پر درود پڑھتے ہیں
 یہ بھی انکے ساتھ درود پڑھتے ہیں یہاں تک کہ ذکر میں فارغ ہو جاتے ہیں پھر ایک نے فرشتہ دوسرے
 سے کہتا ہے ان لوگوں کو خوشخبری ہو کہ اپنی جگہ سے نہ پھرتے مگر بچتے ہوئے (اس میں حلقہ نامی
 ذکر کی فضیلت ہے جو ہمارے سادات صوفیہ کا معمول ہے اور ثبوت ہے ذکر جہر کا بحالت

کہ فرمایا حضورؐ نے جسے کہا لا الہ الا اللہ اور اس کے ساتھ
 اپنے جلال کے گھر میں کیگا اور اپنے جلال کا نظارہ اُسے عطا
 فرمائیں گے انہم بخاری و مسلم بن ابی عباس مروی ہے کہ اعراف انقضت صد سلاوۃ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالکلیہ کہ ان میں بیان لیتا تھا حضورؐ کی نماز کا ختم ہو جانا اور ان کے
 وہم بہت ہی نے زید بن اسلم سے روایت کی قال ابن الاوزع انطلق مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 اربعین رجل یرفع صوته فی المسجد قلت یا رسول اللہ عسے ان یکون مرأیاً حلالاً ولکنہ اواءہ
 کہا ابن اوزع نے میں حضورؐ کے ساتھ چلا تو حضورؐ ایک مرد کے پاس کر نکلی جو اپنی آواز میں بلند
 کرتا تھا یعنی ذکر سے میں نے عرض کی شاید سننے لگا نیکے لیے کرتا ہو فرمایا لیکن یہ شخص تین باب
 ہو یا نہ وہ ہم بہت ہی میں ہے عن جابر بن عبد اللہ کان یرفع صوته بالذکر فقال رجل
 لوان هذا الخفض من صوته کان اولی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دع فانہ اواءہ
 جابر سے مروی ہے کہ ایک آدمی اپنی آواز ذکر سے بلند کرتا تھا ایک مرد نے کہا کاشکے یہ اپنی آواز کچھ
 کچھ ہست کرتا تو اچھا ہوتا پس حضورؐ نے فرمایا اسے چھوڑے کہ یہ قین القلب ہے علامہ سیوطی نے
 در مشورین اودا کے کئی معنی لکھے ہیں اکثر الذکر توفیق دیا گیا اکثر التاؤد یعنی بہت تاد
 و با کرنے والا نہ وہ جو اللہ سے دل لگائے ہو و و از وہم ابوداؤد و نسائی ابن ابی شیبہ
 احمد ابن ارقطبی وغیرہ نے روایت کی کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم من الوتر
 قال سبحان الملك القدوس ثلاث مرات و یرفع صوته بالثلاثۃ یعنی رسول خدا جب تہ
 کی نماز سے سلام پھیرتے فرماتے سبحان الملك القدوس تین بار اور تیسری بار آواز بلند کرتے
 شیخ عبدالحق محدث دہلوی لمعات میں اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ یہ فضیلت خبر کی دلیل
 لیکن جہان ریا کا ڈھونڈنی احوط ہے اور بلا علی قاری مرقات میں بطور سے نقل کرتے ہیں کہ یہ

حدیث نکالت کرتی ہو استجاب کر جہر چکہ ریاسے نیچے اس لئے کہ اس میں انظار دین و تعلیم مانتین
و تنبیہ ہو غافلون کی اور بہانہ تک آواز پونچھ برکت ہوتی ہو اور گواہی دینے جملہ طبیب یابس اور
بعض مشایخ جو ذکر خفی کو اختیار کرتے ہیں اس واسطے کہ وہ ریاسے دور رہے اور یہ نیت کو مطلق

سین و دہم عن معاذ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی منک من اللیل فلیجہر بقراءۃ
فان الملائکۃ تصلی بصلائک و تسمع بقراءتہ معاذ سے روایت ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو تم میں سے نماز شب پڑھتا ہو چاہیکہ قرات بالجہر کرے بیشک فرشتے اُسکی نماز
کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور اُسکی قرات سنتے ہیں (اس میں امر ہو جہر کا پہمار دہم عن
ابن عباس قال سرفاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین مکۃ والمدینۃ فمابواذ فقال

اٰتٰی وادھن افقا الواد الا رزق قال کافی انظر الی موسیٰ فذکون لہ و شعرہ شیئا
واضحاً اصعبہ فی ذنوبہ لہ جوار الی اللہ بالتلبیۃ ما الی ہذا الوادی ابن عباس سے
روایت ہو کہ ہم حضور کے ساتھ چلے گئے اور مدینے کے بیچ میں پس ایک ادی پر گزری فرمایا
حضور نے یہ کون وادی ہو اصحاب نے عرض کی وادی ازرق فرمایا گو یامین دیکھ رہا ہوں موسیٰ
علیہ السلام کو پھر کچھ بیان کیا اُنکے رنگ اور بالوں کا وہ رکھے ہیں اپنی انگلیاں کانوں میں اور

باوازل بیک کہ رہے ہیں (اس میں ثبوت ہو کہ ذکر جہر شمار انبیاء سابقین سے بھی تھا اور بیان
کرنا یہ تمیز کا بدون انکار کے حجت ہو خصوصاً ذکر عبادات انبیاء میں) پانزدہم عن ابنی قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو تعلمون ما اعلم لضحکم قلیلاً و لیکتم کثیراً

و ملکن ذنبہ بالنساء علی الفرشات و لخرجتم الی الصعدات تجارون الی اللہ
ابو ذر سے روایت ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا
ہوں کم ہنستے اور بہت روتے اور بستر و پر عورتوں سے لذت نہ پاتے اور میدانوں کی طرف

ترجمہ
میں سے روایت ہو کہ ہم حضور کے ساتھ چلے گئے اور مدینے کے بیچ میں پس ایک ادی پر گزری فرمایا
حضور نے یہ کون وادی ہو اصحاب نے عرض کی وادی ازرق فرمایا گو یامین دیکھ رہا ہوں موسیٰ
علیہ السلام کو پھر کچھ بیان کیا اُنکے رنگ اور بالوں کا وہ رکھے ہیں اپنی انگلیاں کانوں میں اور
باوازل بیک کہ رہے ہیں (اس میں ثبوت ہو کہ ذکر جہر شمار انبیاء سابقین سے بھی تھا اور بیان
کرنا یہ تمیز کا بدون انکار کے حجت ہو خصوصاً ذکر عبادات انبیاء میں) پانزدہم عن ابنی قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو تعلمون ما اعلم لضحکم قلیلاً و لیکتم کثیراً

فہم فلان وفلان یقول ہم الذین لایستحق جلیسہم ررواحہ الطیرانی فی الصغیر یا سناد حسن
 ابن عباس سے روایت ہے کہ گرزے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن واصل پر جبکہ وہ اپنے
 ساتھیوں سمیت ذکر خدا کر رہے تھے پھر فرمایا کہ آگاہ رہو تم وہ جماعت ہو کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے
 کہ میں تمہارے ساتھ اپنی جان کو روکوں میں تمہارا ہنشین ہوں اور یہ کیت پڑھی روک تو اپنے نفس
 کو لے کے ساتھ جو صبح و شام اپنے رب کو پکارا کرتے ہیں آگاہ ہو کہ کوئی ان کے ساتھ نہیں بیٹھتا مگر فرشتے کے
 ساتھ بیٹھتے ہیں اگر تسبیح کرتے ہیں یہ لوگ اللہ کی توفرتے بھی تسبیح کرتے ہیں اور یہ حمد کرتے ہیں تو فرشتے
 بھی حمد کرتے ہیں پھر یہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حضور میں بلند ہوتے ہیں اور وہ خوب چانتا ہوا ان کے حالات
 تو فرشتے عرض کرتے ہیں اے رب تیرے بندے تیری تسبیح کرتے تھے تو ہم نے بھی تیری تسبیح کی اور
 تیری حمد کرتے تھے تو ہم نے بھی تیری حمد کی پھر فرماتا ہوا تو فرشتوں میں کہو گواہ بنانا ہوں کہ میں نے انکو
 بخشید یا پھر فرشتے عرض کرتے ہیں انہیں تو فلان فلان بھی تھے (یعنی گناہگار غافل یا کسی غرض سے
 شریک ہونے والے) ارشاد فرماتا ہوا یہ ذکر کروہ لوگ ہیں جنکا ہنشین محروم نہیں بہتادار میں
 فضائل ذکر و اجتماع ذکر بالجمہر کی طرف اشارہ ہے) نور و ہم عن ابن عمر انہ قال یا رسول اللہ
 ما غنمنا بحالنا کما قال الجنۃ (رواہ احمد) ابن عمر نے عرض کی یا رسول اللہ جنس ذکر کی غنیمت
 کیا ہے فرمایا جنت۔ ہم عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من قوم اجتمعوا لیکونوا
 تعالیٰ یریدون بذلک وجہ اللہ الا نادى صناد من السماء ال قوموا مغفورا لکم قد بدلت
 لکم سیئاتکم حسناتہ (رواہ ابویعلیٰ البزار والطبرانی) انس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے کوئی ایسی قوم نہیں جن اللہ کے ذکر کو جمع ہوں جس سے صرف اللہ کی خوشنودی چاہی
 ہوں مگر یہ کہ انہیں آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہو کہ اٹھو تم بخش دیے گئے اور تمہاری برائیاں
 نیکیوں سے بدل دی گئیں بہت و ہم عن ابن السائب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال جاءنی

جبریل فقال مر احبابك ان يرفعوا اصواتهم بالتلبية يعني سائے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس جبریل آئے اور کہا آپ اپنے اصحاب کو حکم دیں کہ تلبیہ پکارتے ہو اور بلند کیا کریں **بست دوم** عن ابن رزین العقیلی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا ادلك على ملائک الا مر قال بلی قال عليك بما ليس الذکروا داخلوت فخر لسانک یدن کو اللہ (رواہ الاصبہانی فی کتاب الترغیب والترہیب) ابو رزین عقیلی سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تجھے اصل امر بتا دوں کہ ہاں فرمایا مجاہد بن جبر کہ لازم پکڑ لے اور جب خلوت و تنہائی میں ہو تو ذکر سے اللہ کے زبان کو حرکت دیتا رہ **بست سوم** صاحب سیرت ہشامیہ اور صاحب اہب الدینیہ وغیرہ نے روایت ابن سعد سے ذکر کیا کہ جب محمد بن مسلمہ اور اُنکے ساتھیوں نے کعب بن اشرف یہودی کو قتل کیا اور پھری اور بقیع فرقہ تک پہنچے تو تکبیر پھر کہی اور آنحضرت اُس ات کو ناز میں مشغول تھے تو جب اُنکی تکبیر سنی تکبیر کہی اور جان لیا کہ اُنھوں نے کعب کو قتل کر ڈالا **بست چہارم** بزار اور طبرانی اور ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر نے حضرت عمر کے اسلام لائیکے قصے میں روایت کی انہ ملاء عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وكان مع اصحابه في اراكه فقال شهد ان لا اله الا الله وانك رسول الله كبر اهل الذکرتیہ سمعوا اهل السجده جب حضرت عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے آپ اپنے صحابہ کے ساتھ ارقم کے گھر میں تشریف لے گئے تھے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں مگر اللہ اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر والوں نے تکبیر کہی اسی تکبیر صبر اہل مسجد کعبہ نے **بست پنجم** ان الجبل بنیادی جبالاخریاسہ یا فلان اهل مہربان کیونکہ اصغر فقال نعم قال استبشر یعنی ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کو پکارتا ہو اُسکا نام لیکر اسے فلان کیا آج کوئی ذکر کرنے والا تجھ پر نہ رہے وہ کہتا ہو ہاں یہ کہتا ہو تجھے بشارت ہو تو میں

۴۱
 اس حدیث
 کو امام ابو یوسف
 اور ترمذی
 نے منقول کیا ہے
 صحیح ہے

دلیل ہے کہ ذکر پر وہ زمین اور پہاڑ خوشی کرتے ہیں اور آواز پکارتے ہیں **سبست** ششم
عن ابن عباس انه قال في قوله تعالى فواكبهم عليهم السماء والارض ان المومن اذا مات يسيك
عليه من الارض الموضع الذي كان يصل فيه ويذكر الله ابن جرير نے ابن
عباس کی تفسیر میں اخراج کیا ہے کہ فرمایا ابن عباس نے اللہ کے اس فعل کی تفسیر میں فواكبتم
کہ جب مومن مرتا ہے وہ سپر زمین کا وہ مقام روتا ہے جہاں یہ نماز پڑھتا اور ذکر کرتا تھا **سبست** ہفتم
ان العبد المومن اذا مات تتادق بقايع الارض عبد الله المومن مات فيك عليه الارض السماء
فيقول الرحمن ما يبكيكما فيقولان ربنا لم نعيش في ناحية منّا الا هو يد كرك
ابن ابی الدنیائے عبید صاحب سلمان ابن عبد الملک سے روایت کی کہ جب نبیؐ مومن مرتا ہے
قطعات زمین ایک دوسرے کو نڈا کرتے ہیں کہ اللہ کا مومن بندہ مر گیا پس سپر زمین اور آسمان
روستے ہیں تو فرماتا ہے رحمٰن تم کو کس نے رولایا یہ دونوں عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب بندہ کی
جانب نہیں نکلتا تھا مگر تیرا ذکر کرتا تھا ان حدیثوں کے تحت میں علامہ سیوطی رحم نے لکھا ہے
وجده لا تذک ان بقاء الارض والسماء للذكر لا يكون الاعتراف المحض راکی دلالت
ذکر خبر پر اس لیے ہے کہ زمین آسمان کا رونا نہ ہوگا مگر بوقت ذکر خبر کے **سبست** ثم عن ابن عباس
قال كان ابو مسلم المخول في يكتون يرفع صوته بالتكبير حتى يحق الصبيان فيقول اذكروا الله
حتى يقول الجاهل انكم من المجانين ابو نعیم نے اسے حلیۃ الاولیاء میں روایت کی کہ کہا ابن عباس
نے کہ ابو مسلم خولانی اکثر تکبیر آواز بلند کہا کرتے یہاں تک کہ لڑکوں کے ساتھ بھی اور کہا کرتے
اللہ کا ذکر کرو کہ جاہل بکھین اور سمجھین کہ تم دیوانے ہو **سبست** ثم ابو نعیم نے ابو یونس سے
روایت کی کہ ابو ہریرہ نے ایک ن آدمیوں کو نماز پڑھائی پھر جب سلام پھیرا تو آواز بلند کہا
الحمد لله الذي جعل الدين قواما وجعل باهية اماك بعد ان كان اجرا الله کا شکر ہو جس نے

دین کو قائم کیا اور ابو ہریرہ کو امام بنایا بعد اسکے کہ وہ مرد ورتھا سم شیخ محدث دہلوی نے اپنی مثنوی
 میں لکھا ہر وی ان تالسا کا نوا یذکرون اللہ عند غروب الشمس رفعون اصواتہم بالذکر
 فذا خفت ارسل الیہم عمران ترفعوا ای ارفعوا اصواتکم مروی ہو کہ کچھ لوگ
 بوقت غروب آفتاب کرسے آواز بلند کیا کرتے تھے پھر جب وہ لوگ آواز بست کرنے لگے حضرت
 عمرؓ نے انکے پاس کیسکو بھیجا کہ آوازیں بلند کیا کروسی ویکم عن مجاہد ابن عبد اللہ بن عمر
 و اباء ہریرۃ کا نایا تیان السوق ایام العشر فیکبران لایاتیان السوق الا لذلک
 مجاہد سے مروی ہو کہ عبداللہ بن عمرؓ اور ابو ہریرہؓ دونوں عشرہ ذی الحجہ کو بازار میں آتے اور تکبیریں
 کہتے بازار میں نہیں آتے تھے مگر اسی لیے سی و دوم عن عبد اللہ بن عمرؓ اندیکبر و یکبر اہل
 المسجد فیکبر اہل السوق حتی یتجمعن تکبیر عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہو کہ وہ تکبیر کہتے اور مسجد والے
 بھی تکبیر کہتے ہیں بازار والے بھی تکبیر کہتے یہاں تک کہ منی تکبیر سے گونج جاتا سی و سوم عن عیینہ
 بن ہفلات قال ادرکت الناس انھم یکبرون فی العشر حتی کنت اشبہ بالامواج لکثرتہ
 میمون بن مہرانؓ کہا کہ میں نے پایا آدمیوں کو کہ دسویں فی الحجہ میں تکبیریں کہتے یہاں تک کہ میں بوجہ
 کثرت کے موج سے اسکی تمثیل کرتا تھا یہ تینوں چیزیں منی نے کتاب المعیدین میں نقل کی ہیں اگر
 کہا جائے کہ یہ ہر عشرہ ذی الحجہ میں تھا اس سے عموم کیونکر ثابت ہوگا تو جواب یہ ہو کہ اکثر نصوص
 میں زمان و مکان و سبب حوادث کا اعتبار نہیں کیا جاتا ہو مورخ خاص ہوتا ہو اور مفہوم عام
 ورنہ باب قیاس بند ہو جاتا اور نہ دھوکے میں ڈالے تھے خصوصیت قصر کی ساتھ سفر کے لیے
 کہ وہ اجازت ہو بعد منہ کے پس عام نہیں ہو سکتی اور ماورائے اسکا اپنی حالت پر ہیگانہ بن ہفلات ذکر کے
 کہ یہ ہر حال میں مستحب ہے اور نہیں دلیل منع جہر پر پس تخصیص نہوگی جہر کی کسی وقت اور حالت کے ساتھ
 ورنہ لازم آئیگا کہ متنع ہو جائیں دوسرے افراد ذکر و بصراحت مشرعیں میں چہارم ترجمہ نے عائشہ صدیقہ

سے روایت کی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اوى الى فراشه كل ليلة جمع كفيه ثم نفث فيهما
فقرا فيهما فقل هو الله احد وقل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس ثم يمسح بجم الغضوض بركات
بستر يجاتے تو دونو ہتھیلیاں جمع کرتے اور انہیں قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس
پڑھ کر مسح کرتے اس میں دلیل ہے کہ آپ با واز پڑھتے تھے کہ سنا اُسے حضرت عائشہ نے اور مثل اُس کی بہت
سی حدیثیں ہیں جو بتا رہی ہیں کہ حضور پڑھتے تھے سی و پنجم تسمیہ بن کعب سے مروی ہے کہ میں حضور
کے دروازے پر رات کو رہتا اور آپ کو وضو کا پانی دیتا فاسمع اللہ من اللیل یقول سمع اللہ
لمن سمعہ واسمعہ طویں اللیل یقول الحمد لله رب العالمین تو میں ات کو دیر تک سنا کرتا کہ آپ کہتے سمع اللہ من جہرہ
پھر دیر تک سنتا الحمد لله رب العالمین۔ ابن عباس کہتے ہیں میں نے سنا کہ فرماتے تھے رسول اللہ
جبریات کو اپنی نماز سے فارغ ہوتے اللھم انی اسألك رحمة الخ (رواہ الترمذی) ابواب دعا
وقرأت میں ایسے ادلہ کثیر ہیں اس لیے کہ بدون جہر سماعت نہیں اور بدون سماعت یا تسلیم
روایت نہیں ہے سی و ششم عن ابی قتادۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
لا بی بکرم ربک وانت تقرأ وانت تخفض من صوتک فقال فی سمعت من ناحیت قال ارفع
قلیلا وقال العصر ربک وانت تقرأ وانت ترفع صوتک فقال فی اوقظ الوسنان واطرد
الشیطان قال الخفض قلیلا اوقظا وہ سے مروی ہے کہ حضور نے ابوبکر سے کہا میں گزرا اور تم قرآن پڑھ
رہے تھے پست آواز سے عرض کی میں جس سے دعا کرتا تھا اُسے سنا تھا فرمایا کچھ اور آواز بلند کر لیا کرو
اور عمر سے کہا میں گزرا اور تم قرآن بلند آواز سے پڑھتے تھے عرض کی میں جگاتا تھا سو توں کو اور
ہکا تھا شیطان کہ فرمایا کچھ آواز پست کر (رواہ الترمذی) سی و ہفتم عبد اللہ بن ابی قیس سے مروی ہے کہ میں نے
سوال کیا عائشہ سے کہ حضور رات کو کیوں نکر قرأت کرتے تھے فرمایا کل ذلک قد کان یفعل ربعا
اسو بالقراءة وربما جهر فقلت الحمد لله الذی جعل فی الامر سعة آپ سب کرتے تھے کبھی قراوت

طلب بانی شیخ عبد القادر سید نخی الدین جیلانی قدس سرہ تحت آیہ کریمہ یا ایہا الذین امنوا اذکروا
 اللہ ذکرا کثیرا میں فرماتے ہیں قبل اذکونی فی الخلاء وللاذیعنی کہا گیا اس آیت کو معنی میں کہ مجھے
 یاد کرو تمہاری اور مجمع میں عقیدہ شیخ ابو نجیب ہر مردی بخوالہ کثر العباد مرقوم ہو ان تبدوا الصدق
 فتحما ہی سے مراد جہر بالذکر ہی اور ایسے ہی آیہ کریمہ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون اور فاذکروا اللہ
 لکن ذکرکم اباء کم سے بھر مراد ہو کفایہ شعبی رحمہم بن ہو قبل ان الا فضل ذکر المحملان ذلک تعدی الغیر
 والمستمع شریک القائل یعنی کہا گیا کہ فضل ذکر بھر ہے اس لیے کہ اس کا نفع غیرون تک پہنچتا ہے اور سننے
 والا شریک ہو قائل کا (ثواب میں) شیخ عبد الوہاب شمرانی اپنی کتاب نے لکھا کہ لکھنؤ و شکر الشکر
 للشکورین لکھتے ہیں اجمع العلماء سلفا وخلفاء استحباب ذکر اللہ تعالیٰ جماعۃ فی المساجد
 من غیر نیکر الا ان یشوش جہہم والذکر علی نائم او متصل وقارئ کا ہوا المقر فی کتب الفقہ
 یعنی اجماع کیا ہو گلے اور پچھلے علمائے اللہ تعالیٰ کا ذکر مسجد میں مجمع ہو کر کرنا مستحب ہو اور میں
 اختلاف و منع نہیں ہو مگر جبکہ انکا ذکر بھر ہی سونے والے یا نازی یا قرات کرنے والے کو مشوش
 و منتشر کرے ایسا ہی کتب فقہ میں مقرر ہو مظهری میں ہو الذکر برفع الصوت مستحب لیغتم الناس باظہار
 الدین ووصول الی السامعین فی اللہ والبیوت والمخانات لیوافقوا القائل من یسمع صوته
 ویشهد لہ یوم القیامۃ کل طوبی و یسمع صوته با و از بند ذکر کرنا مستحب ہے تاکہ آدمی اظہار دین کو
 غنیمت جانیں اور سننے والو کو بھی حلاوت فرمیں آئے گھر و زمین اور دکان و زمین تاکہ موافقت کرے
 ذاکر کی وہ شخص کہ اسکی آواز سننے اور قیامت کے دن ہر خشک و تر جو اسکی آواز سنے گا وہی دعا
 خدا سے نوازا دے اور بہستان اور خزانہ العلوم میں مرقوم ہو ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یجمع مع صحابہ
 بالادکار والتلیل والتسبیح بعد الصلوۃ جنہو صحابہ کے ساتھ ذکر و تسبیح و تلیل با و از بند کیا کرتے تھے کثر العباد
 میں کوالہ عمدۃ الابراہار و زرا د السلین اور عمدۃ النوازل اور قادی قانیہ و حردہ لہجہ اور سرابہ و حردہ لہجہ

اور نیتنا اور تینیس سے منتقل ہون ذی القدران بصوت فیح فی الیام مکروہ وبت خفیہ لایکروہ ولا یکرہ
 التبییح والتعہید ان رفع صوتہ قال الجامع عمنہ اللہ معلوم ان الحمام یرتفعون القاذورات ویتساکھا
 عابدا و فی یومین بعض الناس مکشوف العورة فاذا کان جواز التبییح والھلیل فی الحمام بتصور رفع مع حد
 الاشیاء فالسجود فی المساجد والبیوت والزیوایا والخلائے فی مکان طاهر کان اولی وائیدہ
 ما ذکرہ الفقیہ الزاہد ابو اللیث السمرقندی رحمہ اللہ فی کتابہ لتبئہ ان حرمتہ السجود خمسہ عشر
 و ذکر من جملتھا ان لا یرفع فیہ الصوت فی غیر کبر اللہ قراءت قرآن یا از بلند جام میں مکروہ
 اور پست آواز سے مکروہ نہیں اور تبیح اور تھلیل مکروہ نہیں اگرچہ یا از بلند بھی ہو کما جامع یعنی مرفوعہ
 اللہ سے محفوظ رکھے یہ بات معلوم ہو کہ غالباً حمام نجاسات وغیرہ سے خالی نہیں ہوا کرتے اور بعض
 آدمی اس میں برہنہ بھی ہوتے ہیں پس جبکہ تبیح اور تھلیل جہری حمام میں جائز ہوئی تو بد رجہ اولی
 مسجد وں اور حجر وں اور گھر وں اور گوشان میں جو طاهر ہوں جائز ہوگی اور اسکی تائید کرتا ہوں
 قول فقیہ زاہد ابو اللیث سمرقندی کا کہ کتاب تبئہ میں کہ حرمت مسجد کے پندرہ امر میں سے ایک
 ایک یہ ہو کہ سوائے ذکر خدا کے آواز بلند نہ کرے۔ اور قادی عالمگیر کے باب پنجم آداب المسجین
 ولا یکرہ جمل فی طریقہ خلافھا ونقل الزلیحی عن ابو جعفر انہ قال لا یمنع ان ینزع العاصۃ عن ثلک
 لقلۃ رغبۃ ہم فی الخیرات اور تکبیر یا از بلند عیال لفظ کی راہ میں کہ بخلاف صاحبین کہ اکثر نزدیک
 جائز ہو اور زلیحی نے ابو جعفر سے نقل کی کہ عام لوگوں کو تکبیر جہری سے عیال لفظ میں منع کرنا اچھا
 نہیں اس لیے کہ انکی رغبت نیکیوں میں کم ہر چلی حاشیہ شرح وقایہ میں بھی ایسے ہی مذکور ہیں فتاویٰ
 برہنہ کے باب تلاوت قرآن میں ہو۔ در حمام تبیح و تھلیل بلند باک نیست۔ اور فضل الاولاد میں
 ذکر زبان از ذکر دل فضل است کہ عمل بسیار است و بقولے ذکر دل عمل خفی فضل است اما صحیح ذکر
 زبان بحضور دل فضل است از ذکر دل تنہا و اکام رازی فصلیت ذکر جہر را بہست دلیل ثابت کرد

در کتاب العبدین بن هر آقا در قطر نزدیک امام بلند نگوید و بر ویست بخت گوید و بقول صاحبیه و
 و طحاوی گفته نزدیک همه و بود اصح لیکن در مضمرات گفته که بر فشار اکثر در هر دو عید هسته گوید انتها
 بر آن بن هر قال البحر بنسبه انتباه فی سلاسل اولیاء الدین حضرت شاه ولی الله رح گفته بن
 قال الله تعالی فاذا ذکر الله ذکر اکثیر یعنی یاد کنید خدای عزوجل را یاد کردنی بسیار پس بی انضام
 ذکر است که هیچ وقتی منع نیست بلکه همه اوقات مامورست نقل است از حضرت شیخ بندگی قدس سره
 که فرموده اند که پیر دستگیر حضرت قطب الدین حاجی قدس سره می گفتند که او اهل فکر جبر و دوازده سال
 گفت اصح تا شام و از شام تا صبح فائده که در ذکر جبر یافتیم در هیچ عبادت نیافتیم چون ختم قرآن می کردم کمتر از
 ختم نمیکردم چون نماز میکردم و چون دعوت اسماء میکردم کمتر از یک بار نمی خواندم فائده که در ذکر
 دیدم در هیچ ازین بانیدم الخ ایضا فی دل دو در داری یکی بالادوم پائین هر دو بسته شده اند و بر
 کشادن در بالا ذکر جبر میفرمایند و برای کشادن در پائین ذکر خفی یا حبس نفس میفرمایند حضرت میجان
 جانان شیهه مکتوب زده امین فاده فرماتے بین بعد حمد و صلوة مخفی نمائند که طائفه از فقها و جنیده کلام
 تعالی در انکار ذکر جبر غلو نموده فتوی بجز است دادند بعضی از محدثین اثبات مشروعیت ذکر جبر نمود
 در پی فصل ذکر جبر برخی افتادند و هر دو فرقی براه تفریط و افراط افتادند و به بحث انصاف سخن نه
 گفتند تعلیم کلمه طیبیه از ان حضرت صلی الله علیه و سلم بجزرت مرقنی علی کرم الله وجهه بجز که از حدیث
 شد ادین اوس استنابت شده است بجز متوسط خواهد بود بجز کزانی و گفتند در جواز عدم جواز بجز نیست
 بلکه در فصل یکی بر دیگر است پس دعوی فصل ذکر جبر مطلقا بر ذکر خفی انکار مخصوص است انکار جمیع اسم
 ذکر جبر نیست چنین نیست ابتهی مختصر ارشاد الطالبین مصنف قطب الاقطاب شیخ جلال محقق تبریزی
 میفرماید بعضی اوقات بایاران در پیشینید و ذکر جبر کنید حضرت شاه عبدالعزیز رح است الی قاضی
 من آید که میوه واذ کس بلفظ کی تفسیرین گفته بن و یاد کرد نام است پیر و در کار کاوشگی کے طور پر سر و

اور ہر شغل اور ہر عبادت میں خواہ اول خواہ آخر خواہ در میان میں اس عبادت کے اوپر یاد خواہ زبان
 ہو خواہ دل سے خواہ برج سے خواہ بطور سر کے خواہ خفی کے خواہ نفس سے دن کو ہو یا رات کو اور ذکر کا
 جہر سے ہو خواہ خفیہ ہو اور پروردگار کا نام خواہ اسم ذات ہو خواہ اسم اشارہ یا اسم حسنی یا اسم کوئی
 نام ہو جو سالک کے نفس اور حال اور وقت سے مناسب لگتا ہو اور اسم پروردگار کا خواہ تنہا ہو
 خواہ تکلیل کے ضمن میں یعنی نفی و اثبات میں خواہ تسبیح اور تحمید اور تکیبیر اور دوسرے سلسلوں کے
 ذکر کے ضمن میں ہو اور ذکر کی کیفیت بھی خواہ ایک ضربی ہو خواہ دو ضربی خواہ اس سے بھی زیادہ
 ہو اور جس دم کے طور پر ہو خواہ بے حصں ہو اور برنج سے ہو خواہ بدون برنج کے اور خواہ
 سر رکنی ہو خواہ ہفت رکنی اور خواہ شراک عشرہ کے ساتھ ہو خواہ بدون ان شراک کے اور شراک
 عشرہ عبارت ہو شد و مد اور تحت اور فوق اور مجاہدہ اور مراقبہ اور محاسبہ اور مواظبت اور تطہیر
 اور حرمت سے اور اس کے سوا اور خصوصیات بھی ہیں جن کو اس طریقے کے ماہرین نے مکالمات
 اور معین کرنا ایک کا ان خصوصیات مذکورہ سے شیخ اور مرشد کی راے و قابلیت پر موقوف ہے
 جس طالب کے حال کے مناسب چیز جائے تلقین فرمائے اتنی مختصر شیخ محدث دہلوی احسن
 حصین کی شرح میں لکھتے ہیں کہ در حدیث مذکور یعنی من ذکر فی نفسہ کہ فی نفسہ من ذکر فی مالا
 ذکر کہ فی مالا خیرہم اشارت مست بسوی آنکہ لانا کہ را بر ذکر قلبی اطلاعی نیست مگر آنکہ خوار و زقا
 مطلع سازد بسوی آنکہ ذکر جہر رواست بے کراہت سلف اختلاف از مدین کہ ذکر خفی افضل
 است یا جہری حجت صحیح خفی آنست کہ عمل سرفضل سے حجت صحیح جہری آنست کہ عمل جہری
 اکثر است یا آنکہ در ان تنبیہ دیگر آن نیز ہست صحیح آنست کہ جہری با حضور دل افضل مست از ذکر خفی
 کذا فی شرح مسلم امام رازی در جامع فضیلت ذکر جہری بے دلیل ذکر کردہ مست آنکہ در کتب فقہ
 ہست کہ ذکر جہری مکروہ مست مراد کراہت تشریحیت علی الاصح بہت آنکہ گفتہ اند خدا و عباد کا

مستحب است کہ فی شرح الہدایۃ انتہی آور شد موصوف الصلۃ نے اپنے رسالہ کو واضح المرہۃ الی المرادین کہا
 مسئلہ کو خوب مفصل دلائل کیا ہو ترجمہ اسکا بطور خلاصہ کے یہ ہو ہر دو اعلان کردہ تلامذت کا اور جمع ہونا
 ذکر کے لیے مجالس مساجد میں جائز و مشروع ہو بلیل حدیث صحیح من ذکونی فی صلاۃ ذکرہ فی صلاۃ
 خیر منہم اور آیہ کن کہم اذاء کہم اوامشدا ذکر اسکی دلیل بن سکتی ہو اور صحیح بخاری میں بن
 عباس مروی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نماز سے آدمیوں کا چہرہ ناہم نہیں ہوتا
 تھے مگر ساتھ ذکر ہر کے۔ اور صحیح میں ہو کہ ہر کیا کرتے تھے وہ ساتھ لا الہ الا اللہ وحده لا
 شریک لہ لا الہ الا اللہ وحده کی تھی قدیر کے اور بعض روایت میں فجر و مغرب کی تخصیص بھی
 ثابت ہوتی ہو اور یہ فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یا ایہا الناس ادعوا علی انفسکم فانکم
 لا تدعون اصمًا ولا غائبًا دلالت کرتا ہو اس بات پر کہ نہ نئی بوجہ عدم مشروعیت کے نہیں ہے
 بلکہ انسانی کے لیے ہو اور آپ کا جہر کرنا مواضع کثیرہ میں ثابت ہو اذکار و ادعیہ کے ساتھ اور سلف
 صالحین نے بھی اس پر عمل کیا ہو اور صحیح بخاری میں ہو کہ جب صحابہ بحالت خوف و گرسنگی کے خندق
 کنی میں مشغول تھے حضور نے انکا حال ملاحظہ فرمایا اور کہنے لگے اللہم لا عیش ولا عیش الاخرۃ
 فاعضوا للانصار والمهاجرۃ اے اللہ عیش نہیں ہے مگر آخرت کی پس انصار اور مہاجرین کو
 بخشہ دے۔ اور صحابہ جو اب میں کہتے تھے نحن الذین بايعوا محمدا ما بقینا ابدا ہم وہ ہیں
 کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی ہو جب تک زندہ رہیں اسی پر قائم رہیں گے بالحدیث بحال حضور
 اور مواضع معینہ میں جہر کے ثابت ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ کلام اسی میں ہو کہ ایک قصہ میں حکم
 کا ثابت ہونا ثبوت عموم کے لیے دلیل ہو یا نہ مخالفت کہہ سکتا ہو کہ شاید ان مواقع حضور میں
 کوئی فائدہ ہو کہ دوسری جگہ نہ پایا جائے یا یوں کہے کہ دعا و ذکر کے ساتھ ذکر کرنا مجموعاً جائز ہو علیحدہ
 علیحدہ جائز نہیں لہذا اسی زالیو کا بیان کرنا واجب ہے جو عموم جو ازیر دلالت کرتی ہیں پس صرف

ذی الی کے واسطے جمع ہونا حدیث متفق علیہ سے مرفوعہ مرفوعہ یونانی سے لفظ یونانی فون فی
 الطریقۃ سولۃ اللہ کریم اور دوسری روایت میں ہو و ما یقوم المسکین من یسئلان کون فی
 الاختصاص لئلا لایکون علیہم المسکینہ وغنیہم الاحتمال اور تاویل کرنا ذکر کرنے سے تکرار علم
 ونعمای الکیہ کے بعد ہو اور جائز نہیں کہ لفظ خلاف متبادر معنی پر محمول کیا جائے بلکہ ضرورت
 اور یہ کہنا نہ چاہیے کہ اجتماع لفظ کے بھر لازم نہیں آتا کہ جائز ہے کہ ہر شخص ذکر کرتی کرے اس لیے
 کہ اگر ذکر مری ہوگا تو اجتماع کا کوئی فائدہ مقدمہ نہ رہیگا۔ اور دعا کے واسطے بالافراد جمع ہونا
 اس حدیث مرفوعہ سے ثابت ہے جسے حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ حدیث مسلم کی شرط
 پر ہے لا یتجمع مالہ وید عوبعضہم یومر تفضہم لا یتجاللہ دعاھم اور تلاوت کے واسطے
 جمع ہونا اس حدیث سے ثابت ہے و ما جمیع قوم فی بیت من بیوت اللہ یقرءون القرآن ویتدارسونہ
 الا حفت عہم الملائکۃ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ کوئی قوم کسی مسجد میں قرآن پڑھنے اور پڑھانے کو جمع
 نہیں ہوتی مگر فرشتے اُسے گھیر لیتے ہیں اسی حدیث سے علما نے وظائف اور اذکار پڑھنا لباس
 و مساجد میں اذان کیا ہے اور اپنی بیاض میں لکھتے ہیں کہ کہا امام غزالی نے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں کو
 پتھر کے ساتھ تشبیہ دی ہے تو قسمت و لیکھن بعد ذلک فی کالحجۃ او لشد قسوة پھر دل تھار
 اس کے بعد سخت ہو گئے مثل پتھر کے یا اس سے بھی زیادہ۔ اور معلوم ہے کہ پتھر بے قوت کی نہیں ٹوٹ
 سکتا ہوا ایسے ہی سخت دلی بے جہر کے ٹوٹ نہیں سکتی۔ مولوی محمد اسماعیل دہلوی مرحوم صراط
 مستقیم میں لکھتے ہیں ذکر و صغری شروع نماید طریقیں آنکہ لفظ مبارک اللہ جل جلالہ و بار کوید
 و ہکرا بالخرم خواند و یقوت از سینہ برآرد بھر و بشد و مد گوید و آخر از اول در جہر و شدت مد
 و قوت زیادہ تر کند از محبوبہ اساکین بن سید فتح اللہ حسنی حقیقی کہ اعظم خلفائی حضرت شیخ
 محمد صادق محبوب الہی سے ہیں تحریر فرماتے ہیں۔ از خواجہ علاء الدین عطار از طریق ذکر بر سید

اسکا جواب کی طور پر یہ آیت کی ہر مثل و کلام بصری و سمعی و قحافہ الہیہ شکرین جب
 قرآن سننے حکم عداوت و شقاق و قرآن اور صاحب قرآن کی شان میں گستاخان کرتے اٹھا
 ہوا کہ اتنا جہنم کیجیے کہ مخالف سُنکر دیو و کین اور اسقدر سرکشی نہ ہو کہ زمین و شقاق سماعت کے محو
 رہیں بلکہ توسط چاہیے جس طرح تلاوت قرآن میں فرمایا کہ افراط و تفریط نہ کیجیے راہ وسط اختیار فرمائیے
 اور جس طرح فرمایا ولا تسبوا الدین یا دعوت من دونه فیسبوا اللہ عدا و بغیر علو پر جس طرح
 نہ مستی اذنان تو میں اصنام سے مانعت فرمائی تھی نہ کرجی سے بھی بعلت خوف ایدای شکرین و کا مگر
 جب وہ علت مرتفع ہو گئی معلول بھی مرتفع ہو گیا حاصل کلام جس طرح نہی قرآن با و اڑ پڑھنے کی اور
 بتوئی خدمت کی دائمی نہ تھی نہ کرجی سے مانعت بھی دائمی نہ تھی یہ آیت تلاوت قرآن پر محمول ہے
 اس لیے کہ یہ آیت مستطوف ہو آیت سابقہ پر و اذ اقرأ القرآن فاستمعوا له وانصتوا جب قرآن
 پڑھا جائے اُسے خاموش سنا کر و پس وقت تلاوت قرآن نہ کرجی بھر مناسب ہو گا بلکہ سُرکافی ہو
 ایسا ہی ابن جریر نے اور ابوالشیخ نے ابن زید سے نکالا ہے علامہ سیوطی رحمہ اللہ الفکرین فرماتے
 ہیں کہ جب وقت تلاوت قرآن خاموشی کا حکم دیا تو خوف تھا کہ بالکل غافل نہ ہو جائیں لہذا بینا
 ارشاد ہوا کہ ہر چند ناکت و صامت نہ ہونے کا حکم ہو تاہم ذکر قلبی جاری رہے ولا تکن من الغفلین
 تو غافلوں سے نہ ہو جائیے سادات صوفیہ صافیہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم ذات مقدس نبوی کے ساتھ
 مخصوص ہے چنانچہ وحدت صیغہ اس پر فرال ہو اور خصوصیت کا باعث یہ ہو کہ اعلیٰ ترین منافع ہر دفع
 و سوا اس شیطانی و خطرناک فاسانی ہو اور یہ حضرات اس سے پاک لہذا حضور کو حاجت نہ کہ نہیں البتہ
 دوسرے اشخاص جیسے و سوسوں میں گرفتار ہو سکتے ہیں ان کے لیے ہر مفید مناسبت ہو کیونکہ منافع
 و سوا میں توجہ تام و واجب فرمایا و تبیل الیہ بتبیل الامہ کی طرف سب ٹوٹ کر لجا پس بحسب
 للاسباب حکم المقاصد ذکر کرجی ضروری ہوا یہ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ یہ

بے
 سبب
 سبب
 سبب

نماز کے باب میں ہر جیسا کہ کمالین جاشیہ جلالین میں ہو پس فیما نحن فیہ سے خارج ہوئے ذکر نفسی کے
 امر سے نفی ذکر ہر کی نہیں ہوتی حقیقہ کے نزدیک مفہوم مخالفت کا اعتبار نہیں جیسا کہ نور الانوار
 اور توضیح تلویح اور حسامی اور اصول شاشی اور تفسیر احمدی بلکہ کتب اصول میں بصیرت پر ہے
 یہ آیت کہ کہہ بھی ہوا ذکر جلی پر دل ہو تفسیر کبیر میں اسی آیت کی تفسیر میں ہو کہ اپنے رب کو بھی میں
 و خوف سے یاد کرو ہر سے کم یعنی ہر و خفا کے ہیں میں جیسا کہ فرمایا ولا تجھربصلاک و تخافت بها
 و ابغ بین ذلک سبیلا اپنی نماز میں نہ بہت ہر کر نہ بہت اخفا (بلکہ) میں میں کی راہ اختیار کر
 تخافت جملہ مستانہ نہیں کہ معنی امر ہو بلکہ مطلق ہو پھر یہ اور داخل زیر نہیں پس میں میں
 امور ہے اس آیت سے ہر کا ثبوت بھی آیا عدم ہوا کہ ان ہو و دوسری دلیل مگر میں
 کی ادوار یکہ تضرع و خفیہ اللہ لا یجب لمحت میں اپنے رب کو تضرع اور نرمی سے
 پکار و وہ حد سے تجاوز کرنے والو نکود و دست نہیں رکھتا جواب اول یہ آیت صرف دعا کے
 بارے میں ہے اور نہ درصوت تقیم تمام اذکار کو شامل ہوگی اور ذکر متنازع فیہ کی کوئی تخصیص باقی
 نہیں ہے گی۔ قرآن مجید۔ اور غلبہ۔ اذان۔ و اقامت تکبیرات نماز وغیرہ سب نہی کے تحت میں
 داخل ہونگے اور یہ خلاف اجماع ہو ولیقل یہ احد اور ذکر کا اطلاق قرآن پر بھی آیا ہو نحن
 نزلنا الذکر و انالہ لحفظون عنہ ذکر یعنی قرآن آمار اور ہم ہی اسکے حافظ ہیں اور اگر یہ کہا
 جائے کہ اذان و اقامت قرآن میں حکم و حکم نصوص آخر متضمن ہیں تو ہم کہیں کہ ذکر ہر کی کو بھی حکم نصوص
 نہ کر آپ متنی خیال کریں اور انکار سے باز آئیں جواب دوم تضرع اطہار وضاعت یعنی
 عاجزی ظاہر کرنے کو کہتے ہیں اور وہ بے رفع صوت کے مخصوص ہیں متحقق نے تضرع کی تفسیر ہر کے
 ساتھ کی ہو اور خفیہ کی تفسیر سر کے ساتھ چنانچہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں
 لکھا ہو اور قاضی بیہناوی نے بھی مدعونہ تضرع و خفیہ کی تفسیر یہی فرمائی ہو معنی میں و سر میں

اء اء اء اء اسرار اور نبی سے اختیار کے ہیں فاضل بن کمال نے اور مفتی ابو عمر
 نے اپنی تفسیر میں اور شیخ نسفی مارک میں تضرع کی تفسیر میں لکھتے ہیں ایہ مصلحت بالضرعۃ
 ایسے ہی شیخ نے قتادہ سے روایت کی ہو اور ملا حسین اعظم تفسیر حسینی میں اس آیت کے
 تحت میں لکھتے ہیں بخوانید پروردگار خود را بزاری و پوشیدگی یعنی ہم بظاہر وہم بیاطن
 بواع اور شرح مصلح خفائی میں بھی تضرع کی تفسیر رفع صوت کے ساتھ کی ہو چنانچہ دلائل الاذکار
 میں نسخ موجود ہو احوال اس آیت سے جواز ثابت ہو تا یہ ہو ازا کا کیا نہ کرے چوتھویں سخن اہل
 دل گو کہ خطاست پہ سخن شناس کے دہلر خطا این است + اور اعتداد کی تفسیر اگر بعض منسبت
 نے ہمارا دعا کی کی ہو مگر مروج ہو راجح مامورہ سے تجاوز کرنا یا ایسی شے کا اختراع کرنا جسکی
 شریعت میں کچھ اصل نہ ہو جائز نہیں اور محالین اعتداد یہ ہو کہ ممنوع امر طلب کرے یا ایسی شے مانگے
 جسکا حصول خلاف اولی ہو یا وہ مانگے جو محال ہے بیضاوی شریف میں لکھا ہے المصلحتین
 المتجاوزون ما اقر وہ فی الدعاء وغیرہ علی ان الدعاء منجی ان لا یطلب علی الا یلیق بہ کو تبتہ
 الانبیاء والصعود الی السماء وقیل ہوا الصباح فی الدعاء ولا یسمی فی تفسیری دلیل مانعین ہم کی
 قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربعوا علی انفسکم فانکم لا تدعون اصم ولا غایبہ زمری کرو اپنی جانوں پر
 تم بچو اور غائب کو نہیں پکارتے کہ جلازا پڑے (اس سے ظاہر ہے کہ باوازی بلند ذکر جائز ہے
 اس لیے کہ نبی تسمیہ ذکر اللہ تعالیٰ کے سنانے کو بھر کرے حالانکہ ہمارے صوفیہ کراۓم شق
 بڑھانے اور محبت کی آگ بھڑکانے اور شیطان کے بھگانے اور دل سے مورچہ بٹانے
 کے لیے یہ کرتے ہیں انکو اس مانعت سے تعلق کیا) جواب بولیں حدیث میں ہے
 ہر مفرط پر ہر مطلق مراد نہیں اور قرینہ خود کلمہ اربعوا میں موجود ہے کیونکہ رفیع افراط کے وقت
 ہوتا ہے۔ حافظ ابن حجر شارح بخاری لکھتے ہیں اربعوا ای اربعوا ولا تجتهدوا والانسکم

فان الرقاق يكون عند الافراط يعني نرمی کروا و شقبت میں اپنی جان کو نہ ڈالو اسکا
 کہ نرمی افراط کے وقت ہوتی ہی ہذا فسر شرح الحیث و دفع البدو و شرح ابوداؤد میں ہے
 فی قوله رضعوا اصواتهم ولا تسمعوا لغيرهم بالحق والحق المنع مطلقا یعنی کلمہ کر فاعوا اصواتهم میں لا تسمع
 کہ ان لوگوں نے ہر مین بہت مبالغہ کیا تھا تو اس قدر چلانے سے ممانعت کرنے کو یہ لازم نہیں ہے
 کہ مطلقا ممانعت ہو جائے۔ اور ملا علی قاری نے حرز ثمین شرح حصن حصین میں لکھا ہوا نہ صلے
 اللہ علیہ وسلم قال بعض صحابہ رضعوا اصواتهم علی جبال البقا لئلا یسمعوا لغيرهم انھم آنحضرت نے
 اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اپنی جانوں پر نرمی کرو جبکہ انھوں نے نہایت مبالغہ سے آوازیں بلند
 کیں اور بیشک بہت چلانے میں وہ فوائد بھر جو ارباب کرنے طالبین سالک کے لیے تجویز فرمائے
 ہیں باقی نہیں رہتے پیش ارشاد حضور کا کہ اپنی جانوں پر نرمی کرو ممانعت بھر کے لیے نہ تھا بلکہ
 تحفظ فوائد بھر کے لیے تھا کیا حکیم مریض سے کہے کہ پانی بہت نہ پیو اگر تو اس کے
 یہ معنی ہو گئے کہ بالکل پانی نہ پیو ہی نہیں جواب وہ بعض امور شاقہ اگرچہ فی نفسہ مستحسن و موجب
 ثواب جمیل بھی ہوں مگر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم بنظر شفقت اُسے ہموار و رک بھی کیا کرتے
 ہیں چنانچہ سارا مال خدا کی راہ میں دینے اور تمام رات جاگنے اور برابر روزہ رکھنے اور رہبانیت سے
 منع فرمایا اور جو موجب ناز شب باہر تشریف لائے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے پس ظن قوی ہے کہ یہ بھی
 بھی اسی قبیل سے ہو گی جب حضور رحمتہ العالمین نے صحابہ کو دیکھا کہ باوجود کثرت مصائب و شفقت مفرغ ہر
 قدم پر بغیر مای بلند لگاتے ہیں اور محنت پر محنت اٹھاتے ہیں تو بقصد ای رحمت عالمہ و شفقت تائید نرمی
 اور آسانی کی ہدایت فرمائی چنانچہ شیخ دہلوی رحمہ اللہ کی مشکوٰۃ کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں اربعوا انشاؤا الى ان
 المنع من الجهر للتيسر ولا رفاق لالا يكون الجهر غير مشروع كقوله اربعوا انشاؤا الى ان
 کہ ہر سے ممانعت آسانی اور نرمی کے لیے ہو نہ یہ کہ ہر شے میں نہیں جواب ہم اگر حضور اُنکو منع

ہنفراتے اور اسی طرح ثابت رکھتے تو وہ ہم ہوتا کہ حالت سفر میں یا کھائون پر چڑھنے کے وقت ذکر
 جہری مسنون ہو کیونکہ سنت ہونا جس طرح قول فعل نبوی سے ثابت ہوتا ہو اسی ہی تقریر سے
 ثابت رکھنے سے بھی ہوتا ہو اسی لیے آنحضرت نے شفقہ بھر سے اوکے یا کہ مبادا اس شفقہ میں
 پڑ جائے پس اس سے حرمت کراہت ثابت نہیں ہوتی جواب چہارم علت فانی جہر مفروط سے
 یہ ہو کہ سخت دلی ٹوٹ جائے فرمایا تم قسمت قلوبکم من بعد ذلک فی کالجاردۃ او انشد قسیدۃ
 پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گئے دل تھاری مگر صحابہ بہ برکت صحبت نبوی سنگ خارا کو بوم بنا دیتے تھے
 ان کو قسادت قلبی سے کیا سروکار تھا لہذا جہر مفروط کی نہ حاجت تھی نہ اجازت جواب پنجم مشرکین کا
 یہ اعتقاد تھا کہ اللہ تعالیٰ اپکار کو مستناہو آہستہ نہیں سنتا اور زمرہ صحابہ میں نو مسلم برابر ہوا
 کرتے پس حضور نے احتیاطاً جہر مفروط سے وکا کہ وہ اعتقاد باطل جڑ سے اکھڑے جیسا کہ بزرگ اسلام
 میں یارت قبور سے نہی فرمائی پھر اجازت پیری اور حبشہ اب حرام ہوئی اس کے برتنوں کا استعمال بھی
 ممنوع ہو گیا پھر اجازت دی گئی جواب ششم علما فرماتے ہیں کہ بعض اوقات حضور منظر جوئی ہوئے
 اسوقت جہر مفروط سے مزاج نازک کو گونہ تشویش لاحق ہوتی پس لیس حلی حالت میں جہر سے روکے گئے قصیدہ
 ہو کلیہ نہیں جواب ہفتم حضور نے بعض میں شائبہ یا معلوم کیا پس بطور مغفلت و علاج موا
 فرمائی کہ نانی النور الساطع جواب ہشتم بعض ارباب بالاتفاق حسن احسنہ ہیں مگر شارع نے کسی
 مصلحت سے کسی وقت اسے منع کر دیا ہو جیسے نازک بالاتفاق است فرصت بہترین حسات ہو مگر طابع وغیرہ
 واستواء شمس میں مانعت آگئی اور مقبرے اور بیچ اور جام میں ایسے ہی حیض نفاس و سکر و حدت
 حال میں وکدیا۔ قرآن کا پڑھنا حالت جنابت اور رکوع و سجود میں جائز نہیں لکھا گیا لیکن یہ نہی صرف
 انہیں حالات بلکہ وہ کہ ساتھ مختص سمجھی جاتی ہو اور کوئی اس وجہ سے نازک قرآن کو ناجائز نہیں کہ جس
 ایسی ہی نہی ہو کہ حقیقت میں مستحسن ہے مگر بعض حالات میں تا شروع ہو کہ حضور غارت و قتل

کے لیے جاتے اس حال میں اگر ذکر یا بھر کی اجازت بیجاتی تو کتنا بڑا مطلع ہو کر ہوشیار رہ جاتے اور ان کو غیبی
الحرب خدا سے کسی ہی تاویل کی ہو اس خبر اور اس کمال اور عینی نے چوتھی دلیل منکر میں جہر
کی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر الذکر الخفی وخیر الرزق ما یکف بتر ذکر الخفی
اور بتر رزق کا وہ کہ کافی ہو اس سے معلوم ہوا کہ ذکر جہری شریو اور شر حرام ہی یا مکروہ جواب دہ
اگرچہ بعض محدثین نے ذکر کی یہی مگر حفاظ حدیث کے نزدیک غیر ثابت چنانچہ حجۃ الذاکرین میں مذکور ہے
پس اس کا معرض استدلال میں ناخیر صحیح ہے یہ کلیہ مسلمات ہے ہوا اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال
جواب دہم خیریت ذکر خفی بمقابلہ جہری تب ہی ہو کہ ہر سے نازیوں کی نماز میں خلل نہ ہو یا سو
والو کو اذیت پہنچے یا خوف بیا کا ہو اور جبکہ مفسد کو رہ سے خالی ہو علمی تحقیق کے نزدیک صحیح ہے
افضل ہے چند وجوہ ساجد میں سخت دلی کا توڑنا ہو جیسا کہ احیاء العلوم میں مرقوم ہے حدیث میں آیا ہے
الاجر بقدر المشقة ثواب بقدر الشقة ملتا ہوا ہے بقدر یہ یعنی سامعین بھی بطفیل نے اگر اجر و ثواب عمت
بائیں گے اور حدیث میں آیا ہے خیر الناس من فقه الناس بکمال جہریت کو جمع کرتا ہو اور تشارو اس سے
باز رکھتا ہو پیغمبر دور ہو جاتی ہو اور کان بھی بالکل کر رہتے ہیں نشاط خاطر طرہ جاتی ہو اور یہ مستحسن ہیں
للسائل حکم المقاصد سیہ حکم مقصود میں ہے پس جہر بھی مستحسن ہے جیسا کہ فقاویہ میں ہے صاحب
صحیح ابوجان نے لکھا کہ کلمہ خیر وطرح مستعمل ہوتا ہو کبھی سے تفصیل مراد ہوتے ہیں کبھی مفصلیت
صوت اولی کی ضد شریف ہے اور صوت ثانیہ میں ضد بھی خیر ہوتی ہے کچھ قابل سے کم پس کلمہ خیر قد
مذکورین دوسرے معنوں پر محمول ہے اور اس صورت میں غائت فی الباب افضلیت ذکر خفی بمقابلہ
علی ثابت ہو جائیگی۔ و الا فیہ پانچویں دلیل منکر میں جہر کی ولا تھم بصلواتک وخافت
ما واقعہ نیک لاف بیل لا نماز چلا کر ٹیٹھرنہ بالکل خاموش بلکہ درمیان کی راہ اختیار کر دے ایمان کی
غنی ظلمتی ہو پہلا جو اس پر آکر پھر سفر طے کے منع پر دال ہے مطلق پر نہیں کیا درمیان کی راہ ہے

ظاہر ہوا کہ اس جواب کی تبتناں ہوئی تھی جب حضور مکہ معظمہ میں تھے اور کفار سے چھپ کر نماز
 ذکر کرتے جب آپ زین جبر فرمائے کفار قرآن اور منزل قرآن کو بُرا بھلا کہتے یہ حکم ہوا اسے بخاری اور ترمذی
 بیان کیا میں نہیں بولت گستاخی ایذا رسائی کفار تھی اور آپ ہنس دیا یا نہیں جانا اور قلع علی سے ارفع
 معلوم بالاتقان ثابت ہو ایسا ہی بن کر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے تیسرا جواب آپ لیکر پڑھ عا میں نازل ہوئی ذکر
 میں اس کا ذکر بھی کیا ہے جیسا کہ حضرت عائشہ اور زنی اور مجاہد کا قول ہے اور یہی ہے معاملہ میں اب صرف اس مسئلہ
 ثابت ہوا کہ دعا چلا کر نہ کیا کرو اور دعا آہستہ ہی مانگنا بہتر ہے صرف بعض تعلیم و طلب تالین وغیرہ جہ بھی ہے
 چھٹی دلیل منکرین جہر کی از عبد اللہ بن مسعود ہے جو کہ مطلب ہے کہ آپ نے ایک جماعت کو یاد نہ
 بلند ذکر کرتے دیکھا اور مسجد سے نکال دیا اس سے ثابت ہوا کہ ذکر جہری نامشروع ہے جواب سہ پہلے تو یہ اثر صرف
 بعض فقہاء کے کتب فتاویٰ میں منقول ہے کتب حدیث میں اس کا اثر بھی نہیں بلکہ اس کے خلاف اخبار موجود ہیں
 علامہ سیوطی رحمۃ الفکرین لکھتے ہیں کہ اثر ابن مسعود بیان محدث کا محتاج ہے اور میں نے روایت دیکھی ہے جو علم
 ثبوت پر حجت قاطع ہے وہ یہ ہے امام احمد حنبل نے کتاب الزہد میں روایت کی حدیثنا حسن بن محمد بسند
 عن ابی ائیل قال سئل عن ابن عمر عن ابن عباس عن عبد اللہ کان یخفی من الذکر ما جالست عبد اللہ مجلساً
 خطبوا ذکر اللہ فیہ کہا ابو ائیل نے یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود ذکر سے منع
 کرتے تھے میں تو عبد اللہ کے پاس کسی مجلس میں نہیں بیٹھا مگر اللہ کا اسمین ذکر کیا گیا علامہ حقیقانی نے رسالہ
 فضل تسبیح و تہلیل میں لکھا ہے کہ اثر ابن مسعود غیر ثابت ہے اس روایت کی وجہ سے جو ابو ائیل سے کتاب الزہد
 میں منقول ہے قالین الا نوار حاشیہ الدر النثر میں ایسا ہی ہے جواب سہ اگر یا اثر ثابت بھی مان لیا جائے
 تو احادیث کثیرہ صحیحہ سے مخالفت لازم آئی حالانکہ بوقت قارص نہ مقدم ہے جواب سہ یا اثر صحیح
 سہی گما میں یہ کہاں ہے کہ سبب انہج صرف جہر ہے شاید کوئی اور علت ہو یا یہ جماعت نماز کے وقتوں
 میں جہر کرتی ہو یا جہر مفروض کرتے ہوں جس سے نماز میں خلل پڑے ساتویں دلیل منکرین جہر کی بعض

کتب فقہین ہو کہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک تفسیرات عبد العزیز بن جبر و عتیبہ اور بعض بے برکت سیئہ لکھا ہو اور ایہ کہ یہ
واذکر ہذا فی کتابہ تصنیفہ خفیہ سے استدلال بھی کیا ہو اب اسکا بچند وجوہ ہیں اول تو اسی میں کلام ہو کہ امام کا یہ
نہ ہر جہ سے بھی یا نہ اس لیے کہ اسنے اسباب میں وارد ہیں متناقض آئی ہیں ایک معاف صاحبین کے دوسرے مخالف
ترجیح میں اختلاف ہو بعض روایت اولیٰ کو صحیح کہتے ہیں بعض ثانیہ کو مگر یہ غور و نظر روایت اول بچند وجوہ سے
واقوم معلوم ہوتی ہو وجہ اول امام طحاوی جو اجلہ محققین سے ہیں روایت اولیٰ کو اصح فرماتے ہیں چنانچہ چلی
اور جامع الرموز اور فتاویٰ بہرہ وغیرہ میں لکھا ہو وجہ دوم کتاب بسوطة مصنفہ امام محمد رحمہ اللہ میں جو کتب مستبرہ
میں اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے اور بدوقت تقاضا دوسری روایتوں پر اسکی روایت ترجیح واقدم سمجھی جاتی ہو امام کا
قول صاحبین کے قول کے موافق لکھا ہو چنانچہ دلائل لا ذکر میں بھی ہو وجہ سوم روایت ثانیہ معارض
قرآن حدیث کی اور خود امام رحمہ کا ارشاد ہو کہ جب تک قول قرآن حدیث کے خلاف پاؤ دیوار سے مارو بلکہ اپنے
ہی قول کے مخالف ہو جو مقابلہ ثانیہ میں بحوالہ شرح مصفا مذکور ہو جس میں جہر بالذکر کتاب سنت سے ثابت
کیا ہو اور مانع جہر کو تفسیر کا حکم دیا ہو پس ان تینوں نے جو نسخے روایت اول قوی ہو وجہ چہارم اگر روایت ثانی
ثابت بھی ہو جائے تب بھی مخالفین کا مقصد حاصل نہیں ہو سکتا اس لیے کہ کلام سنیت جہر میں اس قہ خاص
میں بشرعیت میں بالعموم چنانچہ ابن امام وغیرہ نے اسکی تصریح کی ہو پس عدم جواز نہیں نکلتا یعنی رد مانع
کسی خاص صورت میں عام مانع کو لازم نہیں بلکہ ہر عت اس مقام پر سوا اسکے نہیں ہے کہ اسوقت جہر سنون
نہیں اور جب سنون نہیں تو بدعت ہو گا نہ یہ کہ نفس جہر بدعت ہو ورنہ تخصیص لفظ کی نہ توئی سمجھا گیا
اس روایت ثانیہ کو بھی کہ ہر جائز و مستحب مشروع ہو تمام صلوات میں مگر ان صورتوں میں نہیں جہاں مانع وارد ہو
یا مشروعیت دوسرے طور پر پائی جائے جو ایسی مانع کو مانع تسلیم گئی ہوئے ہیں چنانچہ ضرر و کینا پر لگا
کہ نماز بھی جائز نہیں اس لیے کہ قرآن میں لا تقربوا الصلوة وانتم سكارى وچہ صحیح یہ کہ بدعت ہونا
اسکا غیر مسلم کی نہ بدعت کے دو معنی ہیں ایک لغوی یعنی بعد از ماہ ذہبی جو کچھ حادث ہو عباد اس سے یا حادث

